رجسٹرڈ ایل نمبر ۴۳۵

إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ
عَسٰى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا

تار کا پتہ الفضل قادیان

THE ALFAZL
QADIAN

اخبار ہفتہ میں ۲ بار
الفضل
قادیان

فی پرچہ ۱/

ایڈیٹر غلام نبی

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے ۱۹۱۳ء میں حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا۔

نمبر ۴۴ | مورخہ ۲۹ نومبر ۱۹۲۷ء | سہ شنبہ | مطابق ۴ جمادی الثانی ۱۳۴۶ھ | جلد ۱۵

پروگرام جلسہ سالانہ ۱۹۲۷ء

مقرر	مضمون	وقت
	پہلا دن ۲۶ دسمبر ۱۹۲۷ء بروز دوشنبہ	
	پہلا اجلاس	
	تلاوت قرآن کریم و نظم	۹ بجے سے ½۹ بجے تک
	افتتاحی تقریر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ و دعا	½۹ ” ۱۰ ”
جناب میر محمد اسحٰق صاحب ناظر ضیافت	خطبہ مجلس استقبالیہ	۱۰ ” ½۱۰ ”
جناب حافظ روشن علی صاحب	فضائل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم	½۱۰ ” ¾۱۱ ”
جناب شیخ محمد یوسف صاحب	ویدوں کی تعلیم اور موجودہ ہندو مذہب	¾۱۱ ” ۱ ”
	نماز ظہر و عصر ایک بجے سے اڑھائی بجے تک	
	دوسرا اجلاس	
جناب مفتی محمد صادق صاحب مبلغ امریکہ	مسئلہ تثلیث۔ اسکی تاریخ اور عیسائیت میں اس کا شیوع	۲ بجے سے ½۳ بجے تک

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بخیر و عافیت ہیں۔ خطبہ جمعہ ۲۵ نومبر میں حضور نے اعلان فرمایا۔ کہ آئندہ خطبہ ایک بجے کے قریب قریب شروع ہو جایا کریگا۔ تاکہ نماز اول وقت ہو سکے۔

جناب چوہدری ظفر اللہ خانصاحب بی۔ اے بیرسٹر ایٹ لا جو مسلمانان پنجاب کے نمائندہ کی حیثیت سے لندن تشریف لیگئے تھے۔ خدا کے فضل سے بخیر و عافیت واپس آگئے ہیں۔ آپ ۲۶ نومبر حضرت خلیفۃ المسیح کی ملاقات کے لئے قادیان تشریف لائے۔

جناب حافظ روشن علی صاحب معہ تین طلباء و مبلغین کلاس ندوۃ العلماء کے جلسہ میں شرکت کے لئے امرتسر تشریف لے گئے۔

جناب ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب کی سب سے چھوٹی لڑکی جس کی ولادت پر حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ نے نظم لکھی تھی۔ فوت ہو گئی۔ انا للہ۔ خدا تعالیٰ والدین کو نعم البدل عطا فرمائے۔

وقت	مضمون	مقرر
۳½ بجے سے ۴½ بجے تک	جماعت احمدیہ کی خدماتِ اسلام	جناب حکیم خلیل احمد صاحب مونگھیری
	دوسرا دن ۲۷ر دسمبر ۱۹۲۷ء بروز سہ شنبہ	
	پہلا اجلاس	
۹ بجے سے ۹½ بجے تک	تلاوت قرآن کریم و نظم	
۹½ " ۱۰½ "	سیرۃ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام	جناب مولوی سید سرور شاہ صاحب
۱۰½ " ۱۱½ "	اقتصادیات پنجاب	فتح محمد سیال ایم۔اے
۱۱½ " ۱ "	ہندوؤں کا اسلام پر حملہ اور اس کے مقابلہ کا طریق	جناب مولوی عبدالرحیم صاحب نیر مبلغ افریقہ
	نماز ظہر و عصر ایک سے اڑھائی بجے تک	
	دوسرا اجلاس	

اڑھائی بجے سے تقریر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ شروع ہوگی

وقت	مضمون	مقرر
	تیسرا دن ۲۸ر دسمبر ۱۹۲۷ء بروز چہار شنبہ	
	پہلا اجلاس	
۹ بجے سے ۹½ بجے تک	تلاوت قرآن کریم و نظم	
۹½ " ۱۰½ "	یورپ میں امم اسلامیہ کی حالت اور احمدی جماعت کا فرض	جناب شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی
۱۰½ " ۱۱ "	صیغہ جات کی کارگزاری پر تبصرہ	جناب ناظر صاحب اعلیٰ
۱۱ " ۱۲ "	صداقت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام	جناب مولوی غلام رسول صاحب راجیکی
۱۲ " ۱ "	اتحاد ملی مع اختلاف العقائد	جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری
	نماز ظہر و عصر ایک بجے سے اڑھائی بجے تک	
	دوسرا اجلاس	

اڑھائی بجے سے تقریر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ شروع ہوگی

نوٹ } سالانہ جلسہ کا یہ پروگرام پوسٹر کی شکل میں بھی چھپوا کر بیرونجات کی جماعتوں میں بھیجا جائیگا۔ لیکن بڑے بڑے شہروں کی جماعتوں کو اپنے شہر کی وسعت کے لحاظ سے خود اسے خوبصورت طور پر چھپوا کر بکثرت شائع کرنا چاہیئے۔ تاکہ لوگوں کو جلسہ میں شرکت کی تحریک ہو۔ گذشتہ سال پشاور راولپنڈی اور لاہور کی جماعتوں نے اپنے اپنے ہاں پروگرام چھپوا کر شائع کیا تھا۔ جو بہت مفید ثابت ہوا۔ اس سال بھی نہ صرف ان جماعتوں کو بلکہ دوسرے شہروں کی جماعتوں کو بھی پروگرام شائع کرنا چاہیئے۔

فتح محمد سیال ناظر دعوۃ و تبلیغ

پیارے کے پیارے

محبوب حقیقی تو اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ مگر کوئے صنم کا رہنما بھی ہمیں محبوب ہے۔ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم اور حضورؐ کا ظہور بعثت ثانیہ یعنی مسیح محمدی بھی پیارا ہے علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ اس نے زمانہ ظلمت میں چاند کی طرح رسول اللہ خاتم النبیین سراجاً منیراً سے روشنی حاصل کرکے پھر ہمیں اسی دنیا میں خدا تعالیٰ کا حسن و جمال دکھایا۔ یہ جری اللہ آیا اور بتقاضائے بشریت اپنی مدت پوری کرکے دنیا سے رخصت ہوا۔ مگر پر نور ستاروں کی طرح چمکنے والے صحابیوں کو ہمارے درمیان چھوڑ گیا۔ دنیا کے لوگو! خوش ہو کہ موعود قادیان کے درویش تمہارے اندر موجود ہیں۔ ان کے چہرے خدائی حسن سے منور ہیں۔ ان کے دل ایمان و محبت الٰہیہ سے لبریز۔ وہ مستانہ وار خدا کی محبت کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ ان کی آنکھوں سے ان کے چہروں سے ان کی آواز سے ان کی ہر حرکت و سکون سے مئے عشق الٰہی کا خمار عیاں ہوتا ہے۔ مگر آہ! ہائے افسوس یہ مقدس ہستیاں بھی یکے بعد دیگرے ہمیں داغ جدائی دیتی جارہی ہیں۔ کل نفس ذائقۃ الموت۔ حضرت منشی عبداللہ صاحب سنوری کے نام سے ہاں ان کے تصور سے بھی مسیح موعودؑ یاد آجاتے تھے۔ آخر یہ وجود بھی مشیت ایزدی کے ماتحت ہم غریبوں کے دلوں کو حزیں بنا کر ہم سے جدا ہوا۔ حضرت منشی عبداللہ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہمارے لئے دوگنے صدمہ کا باعث ہوا۔ مسیح موعودؑ کا صحابی بھی ہم سے جدا ہوا اور حضورؑ کا مجسم نشان بھی۔ اس صدمہ کے وقت یہی دعا دل سے نکلتی ہے کہ خدا کرے حضرت مسیح موعودؑ کو دیکھنے والے اصحاب مبارک کی مدت دراز تک ہمارے اندر زندہ رہیں۔ خدا کرے کہ کئی نسلیں ان کے نور سے مستفیض ہوں۔ خدا کرے احمدیت کی فتوحات کا زمانہ اگر دن رات اپنے اوپر کئی موتیں وارد کرتے ہوئے انسانوں کی نجات کی کوشش کرنے والے اور انکو محبوب حقیقی سے ملانے کے لئے محنت کرنے والے حضرت احمد کے اصحابؓ جلد تر اس زمانے کو دیکھنے والے ہوں۔ خدا کرے کہ دنیا کے بادشاہ اصحاب مسیح کے ہاتھوں ہی برکت حاصل کریں۔ آمین خاکسار بدرالدین احمد

ایم۔بی۔بی۔ایس میڈیکل پریکٹیشنر جنجہ۔ یوگنڈا

ماہواری ایڈیشن

اگرچہ مضامین کے لحاظ سے احباب کرام نے الفضل کا ماہواری ایڈیشن بہت پسند فرمایا تھا۔ لیکن بعض مشکلات کیوجہ سے فی الحال اس کی اشاعت ملتوی کرنی پڑی ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ خدا تعالیٰ اس کی اشاعت کے سامان پیدا کر دے۔

درخواست دعا } جناب خان ذوالفقار علی خاں صاحب ناظر اعلیٰ دہلی سے تحریر فرماتے ہیں۔

میری اہلیہ کلاں والدہ حبیب اللہ خاں طولعمرہٗ کا مرض نسوانی کی وجہ سے آپریشن کرانا تجویز ہوا ہے۔ یہ نازک آپریشن ہے۔ اور خطرناک ہے۔ اس لئے مجھے تردد و فکر ہے اخبار میں اعلان دعا کردیں۔ چالیس مومن جس امر کے لئے دعا کرتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ قبول فرماتا ہے۔

نیاز مند ذوالفقار علی خاں رئیس بیٹنگ سکویر لائے سینا دہلی

احباب دعا فرمائیں۔ کہ خدا تعالےٰ جناب خانصاحب کی اہلیہ کو شفا بخشے۔

(۲) شیخ احسان علی صاحب کارکن نور ہسپتال کی اہلیہ صاحبہ بھی بیمار ہیں۔ ان کی صحت کے لئے بھی دعا کی جائے۔

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۲۹ رنومبر ۱۹۲۷ء

جماعت احمدیہ کا سالانہ اجتماع

ہر زندہ قوم کچھ نہ کچھ عرصہ کے بعد اپنے افراد کو مجتمع کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ تا اپنے گذشتہ اعمال اور افعال کا جائزہ لے سکے۔ اور آئندہ کے لئے ان میں زندگی کی تازہ روح پھونک سکے۔ جماعت احمدیہ کا بھی ایک ایسا ہی اجتماع ہر سال منعقد ہوتا ہے۔ جس میں ہر ایک احمدی سے شمولیت کی خواہش کی جاتی ہے۔ مگر کیا کوئی کہہ سکتا ہے۔ کہ یہ اجتماع بھی اپنی نوعیت کے لحاظ سے وہی درجہ رکھتا ہے۔ جو دوسری اقوام کے اجتماعوں کو حاصل ہے۔ نہیں۔ ہرگز نہیں۔ ہمارے سالانہ اجتماع اور دوسروں کے سالانہ جلسوں میں فرق ہے۔ اور بہت بڑا فرق ہے۔

ہمارا سالانہ جلسہ اس انسان کا قائم اور تجویز کردہ ہے۔ جو خدائے پاک کی طرف سے اسلام کی حفاظت کے لئے مبعوث کیا گیا تھا۔ جو دنیا کی رستگاری اور روحانی مریضوں کو شفا بخشنے کے لئے مامور کیا گیا تھا۔ پس اس اجتماع کی بنیاد کے متعلق یہ معلوم کر لینے کے بعد یہ سمجھنا بالکل آسان ہے کہ ہمارے جلسہ کی غرض وغایت مادی وسفلی اغراض سے بہت بلند اور بالاتر ہے۔ اس اجتماع کا مقصد وحید یہ ہے۔ کہ لوگ دین کو دنیا پر مقدم کریں۔ عبد اور معبود کے درمیان جو حقیقی رشتہ ہے۔ لوگوں کے دلوں میں اس کی شناخت کی استعداد پیدا کی جائے۔ اور قرآن مجید کے حقائق ومعارف اور حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اعجازی تاثیرات اور قوت قدسی کے ان کمالات کا اظہار کیا جائے۔ جو ظاہر بین آنکھوں سے پوشیدہ اور مستور ہیں۔ آریہ عیسائی اور دیگر معاندین کی طرف سے اسلام اور سرور کائنات کے متعلق جو بیہودہ الزام اور جاہلانہ اعتراضات کئے جاتے ہیں۔ ان کے دندان شکن اور حقیقت ومعرفت سے بھرے ہوئے جواب دنیا کے سامنے پیش کئے جائیں ؛

صاف ظاہر ہے کہ اس قسم کا اجتماع سارے ہندوستان میں سوائے قادیان کے اور کسی جگہ نہیں ہوتا۔ کوئی ایسی جماعت نہیں ہے۔ جو تنظیم کے لحاظ سے ایک ہاتھ پر جمع ہو۔ اور ایک راہ نما کی راہ نمائی میں کام کرتی ہو۔ اور جب تک مسلمانوں میں ایسی تنظیم قائم نہ ہوگی۔ اس وقت تک ان کے لئے کامیابی محال ہے۔ پس ضروری ہے۔ مسلمان جماعت احمدیہ کے حالات اور اس کے انتظام کا مطالعہ کریں۔ اور وحدت کی وہ روح دیکھیں جس پر اس زمانہ میں مسلمانوں کی کامیابی کا انحصار ہے۔

موجودہ زمانہ وہ ہے۔ جس کے متعلق مخبر صادق نے علیم وخبیر ہستی سے آگاہی حاصل کر کے فرما دیا تھا۔ کہ شیطان اپنی جملہ قوتوں کے ساتھ صداقت پر حملہ آور ہوگا۔ اور آخری مرتبہ حق کو مغلوب کرنے کے لئے جان توڑ کوشش کریگا۔ اسی وجہ سے موجودہ زمانہ اسلام کے لئے نہایت ہی تشویش انگیز اور سخت ابتلاء ومصائب کا زمانہ ہے یہ حالات اس امر کے مقتضی ہیں۔ کہ مسلمان نہ صرف اند فاع کے لئے طیار رہیں۔ بلکہ اسلام کو ساری دنیا میں غالب کرنے کے لئے کھڑے ہوں۔ مگر مسلمہ امر ہے کہ انتشار اور انشقاق کی حالت میں کوئی قوم اپنی ہستی کو برقرار بھی نہیں رکھ سکتی۔ کجا یہ کہ وہ غلبہ حاصل کرسکے۔ حوادث اور مصائب کا وہ تلاطم خیز طوفان جو آج اسلام پر اُمنڈا چلا آرہا ہے۔ پکار پکار کر اس بات کی طرف متوجہ کر رہا ہے۔ کہ مسلمان ایک سلک میں منسلک ہو کر اپنے نیک وبد کو سوچیں۔ دشمنان صداقت کے ارادوں اور مخفی سازشوں سے مطلع ہو کر حفاظت اسلام کے مسئلہ پر غور کریں۔ اور پوری قوت اور طاقت کے ساتھ حملہ آوروں کے منہ پھیر دیں۔

پس اے برادران اسلام۔ جن کے دلوں میں اسلام کے لئے درد ہے۔ جن کے دلوں میں خدا اور اس کے رسول کی محبت ہے۔ اور جن کے قلوب اسلام کی نازک حالت دیکھکر سخت کرب واضطراب میں ہیں۔ اسلام کی خاطر ہاں اس پیارے اسلام کی خاطر جس کی اشاعت کے لئے ہمارے آبا واجداد نے اپنے خون پانی کی طرح بہائے جس کی خاطر انہوں نے ہر قسم کے مصائب جھیلے تھے۔ آپ بھی اس کی خاطر اتنی قربانی ضرور کریں۔ کہ جماعت احمدیہ کے سالانہ اجتماع میں شریک ہوں۔ تا اپنی آنکھوں سے دیکھ سکیں۔ کہ جماعت احمدیہ نے اس وقت تک اسلام کی کیا خدمت کی۔ کیا کر رہی۔ اور آئندہ کے متعلق کیا ارادے رکھتی ہے۔ اور انہیں پورا کرنے کے لئے کس قدر بے تاب ہے ؛

یہ دیکھنے کے بعد فیصلہ کریں۔ کہ ہماری خاطر نہیں بلکہ پیارے اسلام کی اشاعت کی خاطر ہمارے ساتھ اتحاد کرنے میں آپ کو کیا عذر ہے۔

جو اصحاب جلسہ کے موقعہ پر تشریف لائیں گے وہ اس امر کا مطالعہ کرسکیں گے۔ کہ قادیان کے شب وروز کس طرح بسر ہوتے ہیں اور یہاں اسلام کی حفاظت واشاعت کے لئے کیا ٹھوس اور مستقل کام کیا جارہا ہے۔ علاوہ ازیں بعض کوتہ اندیش اور حاسد لوگوں کی طرف سے محض ذاتی عداوت کی وجہ سے جو اتہامات لگائے جاتے ہیں۔ ان میں کہاں تک صداقت ہے۔

اپنے احمدی احباب کو اس جلسہ کے محاسن اور فوائد کے متعلق کوئی بات کہنا تحصیل حاصل ہے۔ ہاں یہ عرض ناگزیر ہے۔ کہ ہر احمدی اپنے لئے فرض سمجھے۔ کہ وہ اپنے غیر احمدی دوستوں کو کوشش کر کے اپنے ساتھ جلسہ پر لائے۔ تا وہ سلسلہ اس کے نظام اور اس کے افراد کے مشاغل سے آگاہی حاصل کرسکیں۔ اور اپنی اور اسلام کی فلاح وبہبودی کے متعلق حضرت امام جماعت احمدیہ کی صائب رائے سے مستفید ہوسکیں ؛

شاہ کابل کا سفر یورپ

ہز میجسٹی شاہ کابل کے سفر یورپ کا جو پروگرام شائع ہوا ہے۔ اس میں ذکر ہے کہ آپ ۸ ردسمبر کو افغانستان کی سرحد بلوچستان پر بمقام قندھار پہونچینگے۔ یہاں سے کوئٹہ کے راستہ ۱۲ ردسمبر کو کراچی وارد ہوں گے۔ پھر کراچی سے بذریعہ جہاز بمبئی تشریف لے جائیں گے۔ اور یہاں سے ۱۷ ردسمبر کو جہاز راجپوتانہ میں سوار ہو کر یورپ روانہ ہو جائیں گے۔

نہ معلوم پشاور سے بمبئی کا سیدھا اور آرام دہ راستہ چھوڑ کر کیوں بمبئی پہونچنے کے لئے ایسا راستہ اختیار کیا گیا ہے۔ جو غیر معروف ہونے کی وجہ سے نسبتاً کم آسان ہے۔ پشاور سے بمبئی تک ریلوے کے ذریعہ بہتر سے بہتر آرام کا انتظام ہوسکتا تھا۔ علاوہ ازیں مسلمانان ہند کو شاہ کابل کے استقبال کا موقعہ بھی میسر آسکتا تھا۔ اگر شاہ کابل یہ راستہ اختیار کرتے تو ہم بھی باوجود ایک غیر مسلم حکومت کے ماتحت ہونے کے ان کا بہترین خیر مقدم کرنے میں دریغ نہ کرتے۔ اور حقیقی اسلامی اخلاق کا ثبوت پیش کرتے۔

زمینداروں کے قرض کا تخمینہ

ہندوستان کے زمینداروں کی خواہ وہ ہندو ہوں یا مسلمان کیوں اتنی ردی حالت ہے۔ اس کی وجہ قرض کا وہ پہاڑ ہے جس کے نیچے دبے ہوئے ہیں۔ سر ایڈورڈ میکلیگن سابق گورنر پنجاب کے اندازہ کے مطابق ہندوستان کے زمیندار ۳۰ ارب روپیہ کے مقروض ہیں۔ اور ہر سال ۱ کروڑ ۳ لاکھ روپے بطور سود ساہوکاروں کو ادا کرتے ہیں۔ گورنمنٹ زمینداروں کی امداد کے جو ذرائع اختیار کر رہی ہے۔ وہ قابل ستائش ہیں۔ لیکن جہاں ہم گورنمنٹ سے زمینداروں کو ساہوکاروں کے پنجہ سے رہائی دلانے کے مزید طریق اختیار کرنے کے لئے کہتے ہیں۔ وہاں خود زمینداروں سے بھی خواہش کرتے ہیں کہ وہ ساہوکاروں سے قرضہ لینے سے احتراز کریں۔

"مسافر آگرہ" کی شرارت

ہم بارہا گورنمنٹ کو اس دلآزار اور اشتعال انگیز بیہودہ سرائی کی طرف توجہ دلا چکے ہیں۔ جو ایک عرصہ سے آریہ اخبارات میں جماعت احمدیہ کے متعلق کی جا رہی ہے۔ مگر نہایت افسوس ہے۔ کہ گورنمنٹ نے اس معاملہ میں بالکل توجہ نہیں کی۔ اور اس تساہل کا نتیجہ یہ نکل رہا ہے۔ کہ ان دریدہ دہن اخبارات کی تہذیب و شرافت کے ساتھ عداوت روز افزوں ہے۔ چنانچہ ایک ننگ صحافت اخبار آریہ مسافر آگرہ (۱۶ نومبر) میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ذات والاصفات کے خلاف نہایت ہی دل آزار طور پر بکواس کی گئی ہے۔ اس مضمون کا عنوان "مرزا غلام احمد کی بدتہذیبی" رکھا گیا ہے۔ اور اس میں ایسی دریدہ دہنی سے کام لیا گیا ہے۔ کہ شک ہوتا ہے۔ شائد سوامی دیانند کا ظہور ثانی بیچرن کی صورت میں ہوا ہے۔

اس کے متعلق آریوں سے تو ہم کچھ نہیں کہنا چاہتے۔ کیونکہ ہمیں یقین ہے۔ کہ اس گروہ کی پیدائش ہی تہذیب و اخلاق کو صفحہ دہر سے مٹا کر ملک میں فتنہ و فساد برپا کرنے کے لئے ہوئی ہے۔ اور یہ اپنے سوامی کی تقلید کو کبھی نہیں چھوڑیں گے۔ ہاں حکومت سے پُرزور مطالبہ کرتے ہیں۔ کہ وہ آریہ مسافر سے اس لغویت کے متعلق ضرور باز پرس کرے۔ جس نے لکھوکھا انسانوں کے پیشوا کی شان میں گستاخی کر کے ملک میں منافرت کی خلیج کو وسیع کرنے کی ناپاک کوشش کی ہے۔

آریہ اور سیتھ آگرہ

گذشتہ پرچہ میں ہم آریہ کانگریس کے "سیتھ آگرہ" کا ریزولیوشن پاس کرنے کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کر چکے ہیں۔ اور بتا چکے ہیں۔ کہ آریہ زبانی خواہ کچھ کہتے پھریں۔ ممکن نہیں گورنمنٹ کے مقابلہ میں سیتھ آگرہ کا نام بھی لیں۔ ہمارے اس خیال کی تائید خود آریہ اخبارات کر رہے ہیں۔ اور انہوں نے ابھی سے سیتھ آگرہ کے خلاف شور مچانا شروع کر دیا ہے۔ جبکہ آریوں نے اپنا دل خوش کرنے کے لئے اس کے متعلق صرف ریزولیوشن ہی پاس کیا ہے۔ چنانچہ اخبار ملاپ (۲۰ نومبر) سیتھ آگرہ کے شوقین آریوں کو مخاطب کر کے لکھتا ہے۔

"سیتھ آگرہ کو آپ نے کامیابی کا کونسا قابل فیل ساد ھن سمجھ رکھا ہے۔ یہ کوئی کرپ کے کارخانہ کی توپ نہیں۔ کہ جس کا گولہ خطا ہی نہ کرے۔ یہ ٹھیک ہے کہ صبر کا پیالہ لبریز ہو چکا ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں۔ کہ اب آپ خودکشی کریں۔"

پھر لکھا ہے:-

"سیتھ آگرہ درمیانی راستہ نہیں۔ بلکہ موجودہ حالات میں خودکشی کا مترادف ہے۔"

آب نہ دیدم موزہ کشیدم اسی کو کہتے ہیں۔ آریوں نے ابھی کیا ہی کیا ہے۔ کہ ملاپ وغیرہ باز رکھنے کے لئے آسمان سر پر اٹھا رہے ہیں۔

ہندو کب سے گائے کو متبرک سمجھتے ہیں!

"شری یت جے رام دولت رام" کا ایک مضمون ۹ نومبر کے تیج میں شائع ہوا ہے۔ جس میں "کلکتہ کی بزم اتحاد کے ریزولیوشن ہندوؤں کو قبول نہیں ہو سکتے" کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"کم از کم گذشتہ دو ہزار سال سے ہندو گائے کو ایک ایسا متبرک جانور سمجھ رہے ہیں۔ کہ ان کا دھرم اس کی حفاظت کا مطالبہ کرتا ہے۔"

تعجب ہے کہ جے رام صاحب ایک طرف تو یہ کہتے ہیں۔ کہ ہندو گائے کو دو ہزار سال سے متبرک سمجھتے رہے۔ اور دوسری طرف یہ کہتے ہیں کہ ہندوؤں کا دھرم گائے کی حفاظت کا مطالبہ کرتا ہے۔ کیا ہندو دھرم کی عمر دو ہزار سال کی ہے۔ اگر ہے تو ہندوؤں کا دعویٰ قدامت باطل ہو گیا۔ اور اگر نہیں۔ تو جو بات ہندوؤں نے آج سے دو ہزار سال قبل اختیار کی۔ اسے دھرم میں کس طرح شامل کیا جا سکتا ہے۔

اس گورکھ دھندا کا حل ہم ہندوؤں ہی پر چھوڑتے ہوئے یہ بتانا چاہتے ہیں۔ کہ جے رام دولت رام صاحب کے ان الفاظ سے مسٹر سری نواس آئینگر کے اس بیان کی تصدیق ہوتی ہے۔ جو انہوں نے دہلی میں دیا تھا۔ اور جو یہ ہے کہ "عہد قدیم میں آریوں کو گائے کا گوشت استعمال کرنے میں کوئی اعتراض نہیں تھا" (ہمدرد ۲ نومبر)

اگر ہندو اپنے بزرگوں کی اسی ریت پر قائم رہیں جس کا ذکر مسٹر سری نواس نے کیا ہے۔ اور جس کی تائید جے رام دولت رام صاحب یہ لکھ کر رہے ہیں۔ کہ ہندوؤں میں گائے کی تقدیس دو ہزار سال سے قائم ہوئی ہے۔ تو بہت سے جھگڑے مٹ سکتے ہیں۔

ہندوؤں میں طلاق

ہندو اسلام سے دشمنی اور عداوت میں خواہ کتنے ہی بڑھ جائیں۔ لیکن زمانہ کے حالات اور واقعات انہیں آئے دن مجبور کر رہے ہیں۔ کہ وہ اسلامی احکام کے آگے سر تسلیم خم کریں۔ کون نہیں جانتا۔ بیواؤں کی شادی ہندوؤں میں سخت گناہ ہے۔ اور آریہ سماج کے بانی سوامی دیانند نے بھی اس کی اجازت نہیں دی۔ بلکہ اس کی بجائے نیوگ کا حکم دیا ہے۔ لیکن آریوں اور ہندوؤں نے بیواؤں کی شادیاں کرانے والی باقاعدہ کمیٹیاں قائم کر رکھی ہیں۔ جو تھوڑے تھوڑے عرصہ بعد اپنی کارگزاری بڑے فخر کے ساتھ شائع کر کے بتاتی رہتی ہیں۔ کہ اتنی برہمن اتنی کھتری اتنی ویش بیواؤں کی شادی کرانے میں انہیں کامیابی ہوئی۔ یہ صریح طور پر اسلامی حکم انکحوا الایامٰی کی تعمیل نہیں تو اور کیا ہے۔ اب تو یہ حالت ہے۔ کہ آریہ اسلام کے جن حکموں پر دریدہ دہنی سے اعتراض کیا کرتے تھے۔ ان کی حکمت کے بھی نہ صرف قائل ہو رہے ہیں۔ بلکہ ان پر عمل کرنے کی تحریک کر رہے ہیں۔

چنانچہ لالہ لاجپت رائے نے ہندو سماج کی دوبارہ زندگی کے جو طریق بتائے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ

"خاص حالتوں میں طلاق جائز قرار دیا جائے۔"

(ملاپ ۲۰ نومبر)

اسلام اور مسئلہ طلاق

ولایت کے ایک اخبار میں احمدی مبلغ کا مضمون

اخبار آبزرور میں ایک انگریز مسٹر کننگ نے اسلام کے مسئلہ طلاق کے متعلق ایک خط شائع کرایا تھا۔ اس کے جواب میں ملک غلام فرید صاحب ایم۔اے۔ احمدی مشنری لنڈن نے اسی اخبار میں ایک مضمون شائع کرایا۔

مسٹر کننگ لکھتے ہیں۔ آپ کے اخبار کی گذشتہ اشاعت میں ایک نامہ نگار اس عام خیال کو صحیح تسلیم کرتا ہے۔ کہ اسلامی قانون کے ماتحت طلاق ایک آسان امر ہے۔ کیا ایسا ہی ہے؟ حقیقتاً ایسا نہیں ہے۔ ایک مسلم چند گواہوں کی موجودگی میں اپنی زوجہ کو کہہ تو سکتا ہے۔ کہ میں تجھے طلاق دیتا ہوں لیکن اس عورت کے والدین ایسے سادہ لوح نہیں ہوتے کہ وہ اپنی لڑکیوں کو کچھ دیر بیوی کے طور پر رہ چکنے کے بعد آسانی کے ساتھ اپنے گھر میں بٹھالیں ۔

ہندوستان میں سوائے غریب طبقہ کے باقی سب لوگ اپنی لڑکیوں کو جہیز دیتے ہیں۔ جو کہ عند الطلاق لڑکی کے باپ کو پورا پورا واپس ملنا چاہیئے۔ اور یہ امر ایک مسلمان کے لئے ایسا ہی مشکل ہے۔ کہ وہ اپنی زوجہ کا جہیز واپس کردے۔ جیسا کہ پتھر سے خون نکالنا ناممکن ہے۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ مسلمانوں میں طلاقوں کی تعداد بہت کم ہوتی ہے۔ مزید برآں اگر ایک مسلمان اپنی بیوی کو کسی وجہ سے طلاق دیدے۔ تو وہ دوبارہ اس کے ساتھ شادی اس صورت میں کر سکتا ہے۔ جبکہ وہ عورت کسی دوسرے سے شادی کرلے۔ اور وہ شخص بھی کسی وجہ سے اس کو طلاق دیدے مگر چونکہ یہ طریق مشرق میں ناپسندیدہ ہے۔ اس لئے مسلمانوں میں طلاق بہ نسبت یورپ و امریکہ کے بہت کم ہے۔

اس کے متعلق ملک غلام فرید صاحب ایم اے نے لکھا۔ مسٹر کننگ اسلامی طلاق کے قوانین کے متعلق چونکہ پوری پوری واقفیت نہیں رکھتے۔ اس لئے انہوں نے اسلام میں طلاق کی کمی کے متعلق جو وجوہات بیان کی ہیں۔ وہ صحیح نہیں۔ ایک مسلمان کے صرف ناراضگی میں گواہوں کی موجودگی میں یہ الفاظ عورت کو کہدینے سے کہ میں تجھے طلاق دیتا ہوں۔ طلاق نہیں ہوجاتی۔ بلکہ اس کی تکمیل میں تقریباً تین ماہ کا عرصہ لگتا ہے۔ خاوند کے لئے لازم ہے۔ کہ ہر ماہ ان ایام میں جب کہ عورت حیض و نفاس سے پاک ہو۔ طلاق کا اعلان کرے۔ تیسرے مہینہ میں قبل اس کے کہ وہ ہمیشہ کے لئے جدا ہوجائیں۔ اگر وہ باہمی رضامندی کرنا چاہیں۔ تو کر سکتے ہیں۔ اس تین ماہ کے عرصہ میں خاوند زن و شوئی کے تعلقات نہیں رکھ سکتا۔ اسلام میں طلاق اسی طرح علانیہ ہوتی ہے۔ جیسے شادی اور حکومت وقت کو اگر اس امر کا یقین ہو۔ کہ اس کے لئے کافی وجوہات نہیں ہیں۔ تو وہ اس میں مداخلت کر سکتی ہے

یہ قوانین اور ان کے علاوہ رسول کریم کا ارشاد کہ تمام ان امور سے جن کی اجازت دیگئی ہے۔ طلاق خدا تعالےٰ کے نزدیک نہایت ہی ناپسندیدہ ہے۔ جس سے نتیجہ نکلتا ہے کہ خدا تعالےٰ اُن مردوں اور عورتوں کو ہرگز پسند نہیں کرتا جو آئے دن طلاق کے بعد نئی شادیاں کرتے رہتے ہیں۔ مسلمانوں میں طلاق کی کمی کی اصل وجہ ہے ۔

پس یہ ظاہر ہے۔ کہ مسٹر کننگ کا یہ خیال کہ چونکہ مسلمان جہیز کی واپسی پسند نہیں کرتا۔ اسلئے طلاق کم ہوتی ہے۔ صحیح نہیں۔ اسلام میں عورتیں تمام اس جائداد کی جو ان کے والدین کی طرف سے ملتی ہے۔ واحد مالک ہوتی ہیں۔ اور اس پر خاوند کا کوئی حق نہیں ہوتا۔ نہ صرف جہیز بلکہ مہر بھی جو شادی پر مقرر ہوجاتا ہے۔ اور جس کی ادائیگی خاوند کے لئے ضروری ہوتی ہے۔ مسلمان عورتوں کی ملکیت ہوتا ہے جس کو وہ بغیر اجازت بلکہ بغیر اطلاع خاوند جہاں چاہیں خرچ کر سکتی ہیں۔ اور مسلمانوں میں عورتیں ایسا کرتی ہیں۔ خواہ طلاق کا کوئی امکان ہو یا نہ ہو ۔

اسلامی قوانین کے ماتحت صرف یہی نہیں۔ کہ خاوند ان سب چیزوں کو جو اس نے اپنی بیوی کو دی ہوتی ہیں۔ خواہ وہ زیورات یا تحائف کی صورت میں ہوں۔ واپس نہیں لے سکتا۔ بلکہ علیٰحدگی کے وقت اس کو کچھ اور بھی اپنے پاس سے دینا ضروری ہے۔ طلاق کے بعد دوبارہ شادی کے متعلق جو قوانین ہیں۔ وہ طلاق کی کمی پر خواہ اثر انداز ہوں یا نہ ہوں۔ لیکن اُن سے کم از کم شادی کی تقدیس اور اہمیت اور فسخ نکاح کی سنجیدگی کا ضرور اندازہ کیا جا سکتا ہے ۔

ملک صاحب کا مذکورہ بالا خط پڑھکر ایک انگریز مسٹر ولیم آرمیکلن نے آپ کو حسب ذیل مکتوب ارسال کیا :-

جناب من! میں نے مسئلہ طلاق کے متعلق آپ کا خط بنام ایڈیٹر صاحب آبزرور نہایت دلچسپی سے پڑھا ہے۔ میرے کئی ایک دوستوں نے کئی دفعہ اس مسئلہ پر خیال آرائی کی ہے۔ اور میں ایسے صاف اور واضح مضمون کے لئے آپ کا مشکور ہوں ۔ میرا ارادہ ہے۔ کہ یہ اقتباس ان دو دوستوں کو ارسال کروں ۔

آپ یہ معلوم کرکے خوش ہونگے۔ کہ بسا اوقات میں نے اسلام کے متعلق صحیح معلومات بہم پہنچانے کی کوشش کی ہے مگر اس وقت تک مجھے صرف وہ مختلف رسالے اور کتب ہی حاصل ہو سکی ہیں۔ جو کرسچین چرچ مشنری سوسائٹی نے شائع کی ہیں۔ اور آپ اس بات کو تسلیم کریں گے۔ کہ ان میں اسلام کے ساتھ منصفانہ سلوک نہیں کیا گیا۔ اس لئے میں خوش ہونگا اگر آپ میرے قیمت بھیجنے پر مجھے کچھ اسلامی لٹریچر ارسال کریں گے۔ میرے پاس ایک چھوٹی سی کتاب بنام Islamic Mode of worship اور ایک نسخہ قرآن کریم کا موجود ہے۔

میرے ایک رشتہ دار نے پچھلے سال آپ کی مسجد کی افتتاحی رسم میں شرکت کی تھی۔ میرا ارادہ ہے۔ کہ اگلے ماہ جب میں لنڈن آؤں۔ تو اس مسجد کو بھی دیکھوں ۔

درسگاہ ندوۃ العلماء ایک ہندو کے قبضہ میں

کچھ تو تجارت سے غفلت کے باعث اور کچھ ہندوؤں سے چھوت چھات نہ کرنے کی وجہ سے مسلمانوں کی اقتصادی حالت نہایت ہی پست ہے۔ ہزاروں لاکھوں مسلمان ہیں جو اس غفلت کے ہاتھوں اپنی لکھوکھا روپوں کی بیش بہا جائدادیں ہندوؤں کے حوالے کرکے آج اپنی اور اپنے اہل و عیال کی زندگی کے قیام کے لئے ان کے دست نگر ہیں۔ اور حالت روز بروز اس سے بھی زیادہ خطرناک اور مایوس کن ہوتی جا رہی ہے۔ ذاتی جائدادوں سے بڑھکر مسلمانوں کی مذہبی انسٹی ٹیوشنز بھی برادران وطن کی سرمایہ داری کا شکار ہو رہی ہیں۔ چنانچہ اخبار الخلیل میرٹھ (۲۰ نومبر) لکھتا ہے۔

"آپکی دینی عربی درسگاہ دار العلوم ندوۃ العلماء ایک ہندو ٹھیکہ دار کی سات ہزار روپیہ کی مقروض ہے۔ اور جیسا کہ مولانا سید سلیمان صاحب ندوی نے کچھ مدت قبل فرمایا تھا۔ ندوۃ العلماء کے ارباب حل و عقد اس ہندو ٹھیکہ دار کے رحم و کرم پر آج ایک سال سے جی رہے ہیں"۔

مسلمانوں کی پستی اور بے بسی کا ثبوت اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتا ہے۔ کہ ان کی ایسی درسگاہ جس کے ذریعہ سے وہ اپنے مذہب کو زندہ رکھنا چاہتے ہیں۔ اور جس سے وہ کفر و شرک کو دنیا سے نابود کرنیکے ارادے رکھتے ہیں۔ خود اسی کے زندہ رہنے کیلئے کفر کا وجود ضروری ہو رہا ہے۔ اگر اب بھی مسلمان اپنی اقتصادی حالت درست کرنیکی طرف متوجہ نہ ہوئے تو پھر کونسا وقت آئیگا۔ جب وہ توجہ کرینگے ۔

"ستیارتھ پرکاش" اور "مادرِ ہند"

کتاب "مادر ہند" کی وجہ سے مس میو کے خلاف ہندوستان بھر کے اخبارات اور خاص کر ہندو پریس نے نفرت وحقارت کا جو زہر اُگلا ہے۔ وہ محتاج بیان نہیں۔ مسلم پریس بھی بڑی حد تک ہندو پریس کی ہمنوائی کا دم بھر تا رہا ہے۔

لیکن افسوس ہے۔ کہ جو طریق ہندو پریس نے اپنی نفرت وحقارت کے مظاہرے کے لئے اختیار کیا ہے۔ اور جس کی کیفیت "پرتاپ" "ملاپ" "بندے ماترم" وغیرہ اخبارات کے ان کالموں سے معلوم کی جاسکتی ہے۔ جو اِس خاص بحث کے لئے وقف رہے ہیں۔ وہ کسی طرح بھی مستحسن نہیں سمجھا جاسکتا۔

انصاف کا تقاضا تو یہ تھا۔ کہ مس میو کی تحریر کو واقعات اور مشاہدات کی بنا پر غلط ثابت کیا جاتا۔ لیکن کون کہہ سکتا ہے۔ کہ ایسا کیا گیا۔ اس کے برعکس تمام اخبارات نے مس میو کا سا اندازِ تحریر اختیار کرتے ہوئے ولایت کے بعض شرمناک واقعات کو نقل کرکے اپنے دامن سے داغ ہائے بدنامی دھونے کی ناکام کوشش کی ہے۔ مثلاً یہ کہ یورپ میں فلاں سن میں اتنی کنواری اتنی بیوہ اور اتنی شادی شدہ عورتیں عصمت دری کرواتی ہوئی پکڑی گئیں۔ وغیرہ وغیرہ۔ ہندو پریس کی سمجھ میں ممکن ہے۔ یہ بات سما سکتی ہو۔ لیکن کم از کم میری سمجھ سے تو یہ بات بالاتر ہے۔ کہ آخر مس میو کی تحریر اور ان اخبارات کی تحریریں کونسا فرق ہے۔ پھر جب مس میو کے خلاف تقاضائے انسانیت سے مجبور ہوکر پروٹسٹ کیا جارہا ہے۔ تو کیا وجہ ہے کہ اُسی زور سے ان تحریرات کے خلاف بھی پروٹسٹ نہ کیا جائے۔

کاش! ہندو پریس صحیح معنوں میں پروٹسٹ کرتا اور وہ جیسا کہ میں پہلے کہہ چکا ہوں۔ صرف اسی طرح ہو سکتا تھا۔ کہ اپنی عملی زندگی اور روزمرہ کے مشاہدات سے مس میو کے مجموعہ خرافات کو غلط قرار دیا جاتا۔ ہندو پریس کو یاد رکھنا چاہیئے۔ عذرِ گناہ کا جو طریق اس نے اختیار کیا ہے عقل اُس کا علے الاعلان مضحکہ اُڑا رہی ہے دوسروں کو زخم لگانے سے اپنے زخم کے اندمال کی آرزو کرنا حماقت محض ہے۔

عقل سلیم رکھنے والے اشخاص اب یہ سوال کر رہے ہیں کہ آخر ایسا غلط طریقۂ کار اختیار کرنے میں کونسی مصلحت مضمر تھی لیکن برادرانِ ہنود خوب جانتے ہیں۔ کہ تاقیامت وہ اس سوال کا جواب نہ دے سکیں گے۔ یا کم از کم جب تک اُن کی مقدس ترین کتاب "ستیارتھ پرکاش" موجود ہے اس کی وجہ بیان کرنے سے وہ قاصر ہیں۔ کیوں؟ اس لئے کہ جیسا کہ میں آگے چل کر ثابت کرونگا۔ مس میو کی تصنیف "ستیارتھ پرکاش" کی تعلیم کی آئینہ دار ہے۔

سنگھٹن نے برادران ہنود کی ذہنیت کو اسقدر مختل کر دیا ہے۔ کہ اب تو اُن پر رحم سا آنے لگا ہے۔ مجھے حیرت ہے۔ کہ ہندو پریس نے اپنے مخصوص شیوۂ دروغ بافی سے کام لیکر دوسروں کی دل آزاری کرنا نامعلوم کیوں معراجِ تحریر اور اپنی زندگی کا مقصدِ وحید سمجھ رکھا ہے۔ شدھیت نے اُن کی آنکھوں پر ضد اور تعصب کی ایسی رنگین عینکیں چڑھا رکھی ہیں۔ کہ اب اُن کو دوسروں کی آنکھ کا تنکا ڈھونڈتے وقت اپنی آنکھ کا شہتیر بھی نظر نہیں پڑتا۔

اس قسم کی مہلک تعصب پرستی اور تغافل کیشی کا لابدی نتیجہ "مادر ہند" کی مکروہ صورت میں نظر آرہا ہے اور یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے۔ جس سے کوئی صحیح الدماغ شخص انکار کرنے کی جرأت نہیں کرسکتا کہ "ستیارتھ پرکاش" کی تعلیم مس میو کی اس رسوائے عالم تصنیف کی واحد ذمہ وار ہے۔ میرا خیال ہے۔ خیال کیا بلکہ یقین واثق ہے۔ کہ اگر سوامی دیانند صاحب اپنی قوم پر رحم فرماتے ہوئے اپنی مقدس ترین "ستیارتھ پرکاش" میں نیوگ کی تعلیم کا ذکر نہ فرماتے تو آج "مادر ہند" کی صورت بھی نظر نہ آتی۔ اور نہ ہندوؤں کو بناوٹی مظاہرہ کی ضرورت لاحق ہوتی۔ بناوٹی اس لئے کہا ہے۔ کہ اگر یہ چیخ و پکار صریح تصنع اور بناوٹ نہیں تو اور کیا ہے۔ کیا اُن کا مقدس مذہب اُن کو ایسی تعلیم نہیں دے رہا! (ملاحظہ ہو "ستیارتھ پرکاش" مطبوعہ مرکنٹائیل پریس لاہور صفحہ ۱۹۸ سطر تیسری)

"جب خاوند اولاد پیدا کرنے کے ناقابل ہو۔ تب اپنی عورت کو اجازت دے۔ کہ اے نیک بخت اولاد کی خواہش کرنے والی عورت تو مجھ سے علاوہ دوسرے خاوند کی خواہش کر...... تب عورت دوسرے کے ساتھ نیوگ کرکے اولاد پیدا کرلے (لیکن اس بیاہے عالی حوصلہ خاوند کی خدمت میں کمربستہ رہے) عورت بھی جب بیماری وغیرہ میں پھنسکر اولاد پیدا کرنے کے ناقابل ہو۔ تو اپنے خاوند کو اجازت دے کہ اے مالک اپنی اولاد کی اُمید مجھ سے چھوڑ کر کسی دوسری بیوہ عورت سے نیوگ کرکے اولاد پیدا کیجئے"۔

خط کشیدہ الفاظ میں جس غیرت مندی کا اعلان کیا گیا ہے وہ اظہر من الشمس ہے پھر ملاحظہ ہو صفحہ ۱۹۹ سطر ۱۔

"اگر مرد تکلیف دہندہ ہو۔ تو عورت کو چاہیئے۔ کہ دوسرے مرد سے نیوگ کرکے اسی بیاہے خاوند کی وارث اولاد پیدا کرے"

مس میو پر اعتراض کرنے والے ہندو اپنے گریبانوں میں منہ ڈالیں اور سوچیں کہ مس میو پر اعتراض کرنیکا وہ کہاں تک حق بجانب ہیں۔ سعادت مسعود انصاری (لمعان)

اسلامی پردہ اور برقعہ

اسوقت ہندوستان میں جہاں اور تحریکیں زوروں پر ہیں۔ وہاں برقعہ سے کلی نجات یا کم از کم اس میں ایک خاص تبدیلی (جو برقعہ کی ماہیت کو بالکل بدل دے) کی تحریک نے بھی کافی شہرت حاصل کرلی ہے اس تحریک کا محرک کہیں تو یورپ کا موجودہ تمدن ہے اور کہیں ترکی کا حال ہی میں پردہ کو خیرباد کہنا۔

یہ ذہنیت عورت کی خلقت میں تدبر نہ کرنے کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے۔ مسلمانوں کا خیال ہے کہ ان کے ادبار کی وجہ بہت حد تک عورت کا پردہ ہے کیونکہ پردہ میں رہ کر وہ مرد کے دوش بدوش زندگی کے عملی شعبوں میں حصہ نہیں لے سکتی۔ حالانکہ اس کی اصل وجہ جہاں تک پردہ کا دخل ہے۔ پردہ کا غلط استعمال ہے۔ اول تو عورت کی خلقت ہی اس بات کا زبردست ثبوت ہے۔ کہ اس کا حلقۂ عمل مرد سے بالکل جداگانہ ہے۔ پھر کیوں اس سے اس بات کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔ جو کہ نیچر کے منشاء کے خلاف ہے۔ کاش! اس بات کو سمجھا جاتا۔ کہ بچوں کی تربیت وغیرہ جو عورت کے اہم ترین فرائض میں سے ہے۔ اس کی حیثیت کو اس کے بیرسٹر اور منسٹر بننے سے کہیں اعلےٰ اور ممتاز بنا دیتی ہے۔ کیونکہ عورت صرف بچہ کی ہی ماں نہیں۔ بلکہ وہ دراصل قوم کی ماں ہے۔ جس کا کہ بچہ مستقبل قریب میں درخشندہ گوہر ہونیوالا ہے۔ پھر اگر بعض باتوں میں عورت کے اعمال کا مرد سے اشتراک بھی ہے۔ تو کون کہتا ہے۔ کہ اس کو چوبیس گھنٹہ گھر کی چار دیواری کے اندر محصور رکھا جائے جو مفہوم مسلمانوں نے پردہ کا سمجھ رکھا ہے۔ اس کے لحاظ سے تو عورت کو باہر کی ہوا لگنا بھی گناہ سمجھتے ہیں۔ غیر مرد کے نام سے واقفیت گناہ۔ اس سے صاف معلوم ہوسکتا ہے۔ کہ یہ سب قباحت مسلمانوں کی اپنی خریدی ہوئی ہے۔ اگر مسلمان پردہ کی غرض کو مدنظر رکھتے۔ جو کہ تقوٰی ہے۔ تو آج اس انقلاب کی ضرورت پیش نہ آتی۔ وقت ہے۔ کہ مسلمان عورت کی خلقت اور پردہ کے متعلق اللہ تعالےٰ کے احکام کو سمجھیں تاکہ انہیں بُرا دن دیکھنا نصیب نہ ہو۔

اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ اصل پردہ تو غضِ بصر ہے۔ جو تقوٰے کی نشانی ہے۔ کیونکہ جو عورت تقوٰے کو مدنظر نہیں رکھتی۔ اُسے محض ظاہری پردہ کچھ فائدہ نہیں دے سکتا۔ لیکن ضروری ہے۔ کہ تقوٰے کی منازل کو طے کرنے کے لئے بعض ظاہری لوازمات سے بھی کام لیا جائے

اور برقعہ یا چادر انہیں لوازمات میں سے ہے۔ قرآن شریف میں جو آتا ہے۔ کہ عورتیں اپنی اوڑھنیاں نیچی کرلیں۔ اس سے بھی یہی مراد ہے۔ غض بصر کا حکم مرد کے لئے بھی ویسا ہی ہے جیسا عورت کے لئے لیکن اوڑھنی سے اس کو مستثنےٰ کیا گیا ہے کیونکہ اس سے کاروبار میں حرج واقعہ ہوتا تھا۔ جب یہ ثابت ہوگیا کہ پردہ عورت کے لئے نہایت لازمی چیز ہے۔ تو پھر دوسرا سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ پردہ کس قسم کا ہونا چاہیئے ؎

میرے نقطہ خیال سے ہم اس کے لئے کوئی خاص قیود مقرر نہیں کرسکتے۔ غرض تو پردہ سے ہے۔ خواہ وہ کسی قسم کا ہو۔ البتہ یہ دیکھنا ضروری ہوگا۔ کہ کسی طرح وہ صحت کے لئے تو مضر نہیں۔ حالات اور قومی تمدن اس کا بہترین مجوز ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ شریعت اس کی تعیین میں ساکت ہے ایسے مسائل میں شریعت صرف ان کی غرض اور عام اصول بیان کردیتی ہے۔ اور باقی کو ہمارے لئے چھوڑ دیتی ہے۔ تاکہ ہم حالات کے ماتحت کرسکیں۔ اگر ایسا نہ ہوتا۔ تو شریعت زمانہ کے انقلاب کی ضرورتوں کو پورا نہ کرسکتی۔ اور یہی اسلامی شریعت کے کامل ہونے کی دلیل ہے۔ ہمارا موجودہ برقعہ ایک سیاسی پردہ ہے۔ کیونکہ یہ حالات کے ماتحت اختیار کیا گیا ہے۔

اب اگر کوئی شخص برقعہ کو بالکل لغو اور بے فائدہ قرار دے اور کہے۔ کہ چادر زیادہ موزون ہے۔ تو یہ مناسب نہ ہوگا۔ برقعہ پردہ کے لحاظ سے بہت موزون ہے لیکن طبی طور پر ایک دو اصلاحوں کا محتاج ہے۔ جو لوگ کلیۃً اس کے خلاف ہیں۔ اور اس کو ہر جگہ چادر سے بدلنے کے لئے تیار ہیں۔ میرے خیال میں وہ درست نہیں کہتے۔ کیونکہ چادر صرف محدود حلقوں میں مفید ہوسکتی ہے۔ مثلاً گھر کے آس پاس یا گاؤں میں جہاں مردوں یا تانگے اور موٹر وغیرہ کی آمد و رفت کم ہو۔ شہروں میں اس کی ترویج مشکل ہوتی ہے۔ جہاں عورتوں کو بازاروں اور سڑکوں پر سے گذرنا پڑتا ہے۔ اگر چہرہ کو نیم وا رکھیں۔ تو مکمل پردہ نہیں ہوتا۔ وہ لوگ جو شہروں میں رہتے ہیں۔ اچھی طرح جانتے ہیں۔ کہ عورتوں کا ایسی حالت میں چلنا جبکہ لوگوں کی اخلاقی حالت ابھی اتنی اعلےٰ نہیں۔ کسی طرح بھی خالی از خطرہ نہیں۔ اور اگر بالکل منہ ڈھانپ لیں تو چلنا دشوار۔ پس انسب یہی ہے۔ کہ شہروں میں یا اسی طرح کی دیگر جگہوں میں برقعہ ہی پہنا جائے ؎

برقعہ کو چادر پر ایک اور فوقیت یہ ہے۔ کہ یہ زیادہ قابو میں رہ سکتا ہے۔ اور عورت کے لباس اور اس کے بدن کے دیگر حصص کے پردہ کے لئے محفوظ چیز ہے۔

یہ کہنا کہ برقعہ کی جالی آنکھوں کے لئے نقصان دہ ہے درست نہیں۔ ممکن ہے۔ اصولاً اس کو کوئی مان لے۔ لیکن تجربہ اس کی شہادت نہیں دیتا۔ کسی فرانس کے ڈاکٹر کی یہ رائے اسی طرح کا پروپیگنڈا ہے۔ جس طرح کا مخالفین اسلام کے خلاف کرنے کے عادی ہیں۔ یہ ایک کھلی صداقت ہے۔ کہ جالی کے اندر سے باہر کی چیز میں بخوبی نظر آسکتی ہیں لیکن باہر سے اندر کی چیز نظر نہیں آتی۔ اور جالی جتنی آنکھ کے نزدیک ہو۔ اتنی ہی باہر کی چیز زیادہ صاف نظر آئے گی۔ اس کی منجملہ دیگر وجوہات کے ایک یہ وجہ ہے۔ کہ اندر سے آنے والی روشنی کا

زاویہ انعکاس بہت زیادہ ہوتا ہے اور باہر سے جانیوالی کا تقریباً صفر کے برابر۔ پس اگر نقصان کا احتمال ہے۔ تو باہر سے دیکھنے والے کو نہ کہ اندر والی کو۔ اس لحاظ سے کاگلز کے فٹنگ کا سوال بالکل بے معنی ہوجاتا ہے۔ جو علاوہ اس کے مضحکہ خیز بھی ہوگا۔ یہ بعض اور پہلوؤں سے بھی قابل اعتراض ہے۔ جنکو میں طوالت کے ڈر سے چھوڑتا ہوں ؎

اب رہا ٹوپی کی خوبصورتی اور اس کے گرد تار لگانے کا سوال۔ تاکہ عمل تنفس میں آسانی ہو۔ خوبصورتی کے متعلق عرض ہے۔ کہ اول تو موجودہ ٹوپی کوئی بدنما نہیں۔ بلکہ سادگی کے لحاظ سے بہت اعلیٰ ہے۔ دوسرے اگر خوبصورتی سے مراد اس کو زینت دینا ہے۔ تو یہ ایک پہلو سے پردہ کے مقصد کو باطل کرنے والی ہوگی۔

تار اگر صرف سامنے لگائی جائے تو نہایت بدصورت معلوم ہوگی اور اگر چاروں طرف لگائی جائے تو یہ یورپین عورتوں کی ٹوپیوں کے مشابہ ہوگی۔ جو قومی تمدن کے بالکل خلاف ہے ؎

موجودہ برقعہ میں سب سے بڑا نقص یہ ہے۔ کہ اس میں ہوا کی آمد و رفت کا کافی انتظام نہیں۔ جس کی وجہ سے بعض اوقات حبس دم ہونے لگتا ہے۔ دوسرا نقص اس کے بوجھل ہونے میں ہے کیونکہ ایک تو یہ دس بارہ گز لٹھے کا بنایا جاتا ہے اور پھر سیدھا ٹوپی کے ساتھ سیا جاتا ہے۔ جس سے سر بہت بوجھل ہوجاتا ہے اس جگہ یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ غیر لوگ عموماً یہ اعتراض کرتے ہیں۔ کہ برقعہ سے یہ تو بندوبست ہوسکتا ہے۔ کہ مرد عورت کو نہ دیکھے۔ لیکن اس کا کیا انتظام ہے۔ کہ عورت مرد کو نہ دیکھے۔ اگرچہ یہ اعتراض اتنا قوی نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے عورت کو حیا اور ضبط نفس سے حصہ وافر عطا کیا ہے۔ اور وہ تھوڑی سی تربیت سے ہی ان خیالات سے بہت بلند پرواز کرنے لگ جاتی ہے۔ جن میں عام طور پر مرد مبتلا ہو سکتا ہے۔ یہ ایک علم نفسیات کا نقطہ ہے لیکن پھر بھی یہ اعتراض ہوتا ہے ؎

پس ideal برقعہ وہ ہوگا۔ جو ان عام نقائص سے پاک ہو یہ نقائص اس طرح رفع ہوسکتے ہیں۔ کہ عربی یا ترکی برقعہ کو اختیار کیا جائے۔ عربی برقعہ ایک چادر ہوتی ہے جس کو صرف کندھوں پر سے سیا جاتا ہے۔ اور سامنے تکموں سے باندھا جاتا ہے۔ اس سے چادر بغیر ہاتھوں میں پکڑنے کے خودبخود قابو میں رہتی ہے۔ چہرہ ایک باریک رومال سے جس کو پیشانی سے آویزاں کرتے ہیں۔ ڈھانپا رہتا ہے۔ یہ رومال ایک دوسرے رومال سے جو سر کے گرد اگرد باندھتے ہیں اپنی جگہ پر قائم رہتا ہے۔ پھر ان کو اور چادر کو سر کے اوپر دو طرفہ پنوں سے مضبوط کردیتے ہیں۔ اس کے ساتھ لمبے کرتے کی ضرورت ہوتی ہے ؎

ترکی برقعہ گاؤن کی سی شکل کا ہوتا ہے۔ اس کے اوپر ایک علیحدہ ہڈ ہوتی ہے۔ جیسے آجکل قادیان میں بعض عورتیں پہنتی ہیں۔ لیکن چہرہ کے لئے ویسا ہی انتظام ہے۔ جیسا عربی برقعہ میں۔ یہ دونوں قسم کے برقعے ہلکے اور کم کپڑے کے ہوتے ہیں میرے نزدیک ان برقعوں کے استعمال سے وہ تمام نقائص دور ہوجاتے ہیں۔ جو موجودہ برقعہ میں پائے جاتے ہیں۔ رومال سے آمد و رفت کا سوال کلی طور پر طے ہوجاتا ہے۔ برقعہ کا بوجھ کندھوں کی وجہ سے بہت ہلکا معلوم ہوتا ہے۔

اگر اہل الرائے اصحاب ان تمام امور کو مدنظر رکھتے ہوئے ایسا برقعہ اختیار کرنے کی تجویز پاس کریں۔ تو یہ سوال ہمیشہ کے لئے حل ہوسکتا ہے۔ والسلام ؎ خاکسار (ڈاکٹر) محمد رمضان خان

بانیٔ بہائیت کا دعویٰ الوہیت

اہل بہاء کو کھلا چیلنج

انسانیت کو جامۂ الوہیت پہنانا ناممکن ہے۔ اسی لئے جو لوگ عقیدہ کی مجبوری یا کسی اور خیال سے کسی بشر کو خدا تصور کرتے ہیں۔ ان کو بہت کچھ تصنع سے کام لینا پڑتا ہے۔ مدعیٔ الوہیت کو اپنی بشریت سے انکار نہیں ہوسکتا کیونکہ یہ بداہت کے خلاف ہے۔ لہٰذا وہ حصول مقصد کے لئے کبھی الٰہ اور کبھی عابد بن جاتے ہیں۔ فرعون جو سب سے نمایاں ہوکر دعویدار بنا تھا۔ اس کو بھی ایک وقت باتفاق رؤسا «انؤمن لبشرین مثلنا وقومهما لنا عابدون» (مومنون ع ۳) کہہ کر موسیٰؑ و ہارونؑ کی مانند اپنی بشریت کا اقرار کرنا پڑا۔ عیسائی جو حضرت مسیحؑ کو خدا خیال کرتے ہیں۔ وہ بھی آپ کی بشریت سے منکر نہیں۔ ان کی تحریر و تقریر میں روزانہ مسیحؑ کو کامل انسان اور کامل خدا کہا جاتا ہے۔ پس یہ کہنا کہ مدعیٔ الوہیت وہ ہوتا ہے۔ جو کبھی بھی اپنی بشریت کا اقرار نہ کرے۔ بالکل غلط اور خلاف قیاس ہے۔

جناب حسین علی صاحب ایرانی کے متعلق بہائیوں اور دوسرے لوگوں میں اختلاف ہے۔ کہ آیا آپ مدعی الوہیت تھے یا نہیں؟ بہائی لوگ صاحب موصوف کی متعدد تحریریں پیش کرتے ہیں۔ جن میں بشریت کا اعتراف ہے۔ دوسری جانب سے بیسیوں حوالجات پیش کئے جاتے ہیں۔ جن میں واضح طور پر جناب بہاؤاللہ کا دعوائے خدائی بیان ہے۔ بلاشبہ اگر ثابت ہو جائے۔ کہ آپ مدعی الوہیت تھے۔ اور بہائی اصحاب کسی مصلحت سے انکار کر رہے ہیں۔ تو بہت سے لوگوں کو فائدہ ہوسکتا ہے۔ اور بہائیت کی عمارت زمین سے آلگتی ہے۔ مگر انصاف کا تقاضا ہے۔ کہ اگر خود ان کی اپنی تحریر اس دعوے کی تصدیق نہ کرے تو ہمیں خواہ مخواہ ان کی طرف ایسی بات منسوب نہ کرنی چاہیئے۔

ہمیں اس بات کے تسلیم کرنے میں کوئی عذر نہیں۔ کہ بعض مقامات پر جناب بہاءاللہ نے اپنے متعلق بشریت کا اقرار کیا ہے۔ مگر دنیا میں کونسا ایسا نادان گذرا ہے۔ جو ہمہ حوائج بشریہ بشریت سے منکر ہو کر خدا بن بیٹھا ہو۔ حلول۔ تجسم خدا اور اوتار کے ماننے والے بھی کسی نہ کسی رنگ میں انسانیت کا ضرور اقرار کرتے ہیں۔ پس ایسے حوالجات اگرچہ دس لاکھ بھی کیوں نہ ہوں۔ تو بھی اصل مقصود سے ان کو کچھ علاقہ نہیں۔

اس وقت ہم کسی طویل بحث میں پڑنا نہیں چاہتے۔ مختصر طور پر اس سوال کو حل کرنا چاہتے ہیں۔ کہ "کیا کلام بہاءاللہ میں ربوبیت کا ادعا موجود ہے"؟ ہمارا دعوےٰ ہے کہ بہائی اس حقیقت سے انکار نہیں کرسکتے۔ کہ بیشک کلام الٰہی میں ایسا دعوےٰ موجود ہے۔

جناب بہاءاللہ اپنی مشہور کتاب مبین میں لکھتے ہیں:-

"لا اله الا انا الفريد المسجون" (ص ۲۵۸) "بجز میرے جو قید میں پڑا ہوں۔ کوئی خدا نہیں" اس صراحت کے باوجود بھی اگر کوئی انکار کرے تو اس کا مرض لاعلاج ہے۔ کیا کوئی بہائی اس حوالہ کی کوئی تاویل کرسکتا ہے؟ ہرگز نہیں! لفظ "المسجون" نے اہل بہاء کے تمام عذرات کو باطل کر دیا ہے۔ اب ایک ہی صورت ہے۔ کہ جناب بہاءاللہ کو "خدا بصورت انسان" یقین کیا جاوے۔ اسی بناء پر بہائیت نے الہام کی تعریف باب یا بہاء کا اپنا کلام قرار دی ہے۔ مقالہ سیاح کے اردو ترجمہ میں لکھا ہے:-

"انہوں (باب) نے ان تالیفات کو الہامی صحیفوں اور کلام فطری کے نام سے موسوم کیا ہے۔ اور تحقیق سے معلوم ہوا ہے۔ کہ فرشتہ کے ذریعہ اپنے اوپر وحی اترنے کا انہوں نے دعوےٰ بالکل نہیں کیا" (باب الحیات ص ۱۸)

بلکہ خود مرزا حسین علی صاحب نے لکھا ہے:-

"جو کوئی اس (خدا) کے کلام کے سننے کا آرزومند ہو تو اس کے اصفیاء کا کلام سنے" (کلمات مکنونہ ص ۵۴)

اندریں حالات کس عقلمند کو وہم ہو سکتا ہے۔ کہ بانیٔ بہائیت مدعیٔ الوہیت نہ تھے۔ ابھی حال میں ایک بہائی "ایم۔ اے لطیف" کا مضمون اخبار اہلحدیث میں شائع ہوا ہے۔ جس میں آپ "حضرت حسین علی نوری پر تجلی بہاء الٰہی" کو "آئینہ ہیکل انسانی میں تجلی الٰہی کا ظہور" قرار دے کر بالتصریح تحریر فرماتے ہیں:-

"کلام الٰہی سے کہیں ربوبیت کا اظہار ہوتا ہے۔ کہیں رسالت کے مقام کا پتہ لگتا ہے۔ اور کسی جگہ عبودیت کبریٰ کی تشریح ہوتی ہے" (اہلحدیث ۲۱ اکتوبر ۱۹۲۷ء)

ہم دعوے سے کہتے ہیں۔ کہ مندرجہ بالا اقتباس میں جو تقسیم مذکور ہے۔ ہر مدعیٔ الوہیت کے کلام میں بعینہٖ پائی جاتی ہے۔ جب یہ صورت ہے تو پھر "الزام الوہیت" کی تردید کیسے ہوئی؟ پس جناب بہاءاللہ کے دعوائے الوہیت کا انکار دراصل ان سے روگردانی ہے۔

لطیفہ

جن بزرگوں کی طرف خدائی منسوب کی گئی ہے۔ یا جو خود الٰہ بنے ہیں۔ ان کے سوانح زندگی مصائب و مشکلات کا انبار نظر آتے ہیں۔ حضرت مسیحؑ۔ رامچندر وغیرہ کے حالات دنیا کے سامنے ہیں۔ ان کے علاوہ خود دعویدار بننے والوں میں فرعون اور بہاءاللہ کو دیکھیں۔ ہاں ان دونوں کے دعووں میں ایک عجیب تضاد نظر آتا ہے۔ فرعون نے "اليس لي ملك مصر وهذه الانهار تجري من تحتي" کی بناء پر "انا ربكم الاعلى" کہا۔ مگر سمندر میں غرق ہوتے وقت "امنت بالذي امنت به بنو اسرائيل" کی صدا بلند کی۔ لیکن بہاءاللہ کی بانگ بے ہنگام عین اس وقت بلند ہوئی۔ جبکہ آپ قید میں تھے۔ کہ "لا اله الا انا الفريد المسجون"۔ گویا ایک طرح سے فرعون آنجناب کی نسبت عقلمند ثابت ہوا۔

خاکسار اللہ دتا جالندھری قادیان

سچا مہدی کون ہے؟

رسالہ عمدۃ التنقیح کا بہائی مصنف مہدی آخرالزمان کی نسبت لکھتا ہے:-

"اشاعۃ میں ہے۔ کہ مہدی قیاس کو کچھ نہ جانیگے۔ پس نے حکم نکند مگر بالقاء ملک مسدد کہ او تعالیٰ بسوئے او فرستادہ باشد۔ پس وہ بھی مہدی حکم نہ فرمائیں گے۔ مگر وہی جو ان کی طرف بذریعہ فرشتہ راستگار خدا القاء فرمائیگا۔ یہ عبارت صاحب اشاعۃ کی حجج الکرامہ ص ۳۳۲ پر بھی منقول ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ مہدی جو کچھ کہ فرشتہ خداتعالیٰ کیطرف سے انہیں پہونچائیگا۔ اسی پر حکم فرمائیں گے" عمدۃ التنقیح ص ۸۵

لیکن علی محمد باب جسکو مدعی مہدیت کہا جاتا ہے اسکی نسبت عبدالبہاء عباس آفندی لکھتا ہے:- "اور تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ فرشتہ کے ذریعہ اپنے اوپر وحی اترنے کا انہوں نے (باب نے) دعوےٰ بالکل نہیں کیا۔ (ملاحظہ ہو۔ باب الحیات ترجمہ مقالہ سیاح ص ۱۸)

اسکے مقابلہ میں ہمارے حضرت اقدس جو مدعی مہدیت ہیں فرماتے ہیں:- "خدا نے مجھے روح القدس سے تائید بخشی ہے اور اپنا فرشتہ میرے ساتھ کیا ہے" تحفہ گولڑویہ ص ۶۰

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:- "آسمان کے نیچے اب کوئی نہیں۔ کہ جو روح القدس کی تائید میں میرا مقابلہ کرسکے" تحفہ گولڑویہ ص ۶۱

اب دیکھئے حضرت مرزا صاحب پر یہ علامت کیسی بعینہٖ راست آتی ہے کہ ایک ذرہ بھی فرق نہیں رہتا۔ یوں سچے اور جھوٹے کا فرق ظاہر ہوا کرتا ہے

حافظ سلیم احمد اٹاوی

رائل کمیشن اور بائیکاٹ

اصلاحات کی تحقیقات کے لئے جو کمیشن مقرر ہوا ہے۔ اُس کا نظام ترکیبی ہر لحاظ سے قابل تعریف ہے۔ یہ کمیشن سات ممبروں پر مشتمل ہے۔ جن میں سے پانچ اصحاب دارالعوام اور دو اصحاب دارالخواص سے تعلق رکھتے ہیں کمیشن کے تقرر کے متعلق جو سرکاری اعلان غیر معمولی گزٹ میں اشاعت پذیر ہوا ہے۔ اُس کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ کمیشن کے ارکان سال نو کے آغاز میں ہندوستان آئیں گے۔ اور حالات کا سرسری مطالعہ کر کے جلد انگلستان واپس ہو جائیں گے۔ اس کے بعد وہ ماہ اکتوبر میں پھر ہندوستان آئیں گے۔ اور تحقیقات کے اصل کام کو انجام پذیر کرنے میں مصروف و منہمک ہو جائیں گے۔

کمیشن کے طریق کار کے متعلق بھی سرکاری اعلان میں کافی صراحت موجود ہے۔ بتایا گیا ہے۔ کہ کمیشن کی طرف سے مرکزی اور صوبجاتی مجالس قانون ساز کو اس مطلب کی دعوت دی جائے گی۔ کہ وہ اپنے منتخب اور نامزد ممبروں میں سے انتخاب کر کے کمیٹیاں بنائیں۔ اور کمیٹیاں اصلاحات کے متعلق اپنے خیالات اور تجاویز بشکل تحریر کمیشن کے روبرو رکھیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ اس انتظام کی رُو سے کمیشن کو سارے ہندوستان کے خیالات اور تجاویز کا حقیقی طور پر علم ہو جائے گا۔ اور ہندوستان کے ہر حصہ کے باشندوں کے جذبات اور احساسات کی ترجمانی ایسے لوگوں کے ذریعہ ہوگی جنہیں عوام نے اپنا نمائندہ بنا کر کونسلوں میں بھیجا ہے۔

سرکاری اعلان کے مطالعہ سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے۔ کہ جب کمیشن اپنی رپورٹ مرتب کرلے گا اور گورنمنٹ ہند اور گورنمنٹ برطانیہ اس پر غور کر چکیں گی۔ تو گورنمنٹ برطانیہ پارلیمنٹ سے درخواست کرے گی۔ کہ وہ کمیشن کی رپورٹ کو قطعی طور پر منظور کرنے سے قبل ہندوستان کی مختلف الخیال سیاسی جماعتوں کی رائے اور تجاویز طلب کر کے غور کرے۔ بالفاظ دیگر اس طور پر نمائندگان ہند کو جائنٹ پارلیمنٹری کمیٹی کے روبرو بھی اپنے خیالات کے اظہار کرنے کا ایک موقعہ ملے گا۔ جہاں تک ہمارے علم و یقین کا تعلق ہے وہاں تک ہمیں یہ کہنے میں ذرا بھی تامل نہیں۔ کہ تحقیقات اصلاحات کے لئے موجودہ انتظام سے بہتر اور کوئی انتظام تصور میں بھی نہیں آسکتا۔

کمیشن کے سلسلہ میں یہ دیکھنا ایک حد تک رنجدہ اور افسوسناک ہے۔ کہ ہندوستان میں ایسے لوگ بھی ہیں جو عوام کو اس کے ساتھ مقاطعہ کرلینے کا مشورہ دے رہے ہیں۔ ان لوگوں کو کمیشن کے نظام ترکیبی پر یہ اعتراض ہے کہ اُس کے ممبروں میں ایک بھی ہندوستانی ممبر نہیں ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ یہ اصحاب اس حقیقت کو بالکل نظر انداز کئے ہوئے ہیں۔ کہ آج کل جبکہ ہندوستان میں فرقہ وارانہ کشیدگی وبائی شکل اختیار کئے ہوئے ہے۔ اور ہندوؤں کو مسلمانوں اور مسلمانوں کو ہندوؤں پر ذرا بھی اعتماد نہیں۔ ایسے ہندوستانیوں کا دستیاب ہونا قریب قریب غیر ممکن ہے جو سارے ہندوستان کا حق ترجمانی عمدگی کے ساتھ ادا کرسکیں۔ اور جن پر ہندوؤں مسلمانوں سکھوں عیسائیوں اور پارسیوں کو یکساں طور پر اعتماد ہو۔ اگر بحث کی خاطر یہ فرض بھی کرلیا جائے کہ ایسے ہندوستانی جو مذکورہ بالا صفات سے متصف ہوں۔ دستیاب بھی ہوسکتے ہیں۔ تو اس امر واقعہ سے کون انکار کرسکتا ہے۔ کہ وہ کمیشن میں دو یا زیادہ سے زیادہ تین سے زیادہ نہیں لئے جاسکتے۔ یہ تعداد اس قدر قلیل ہے۔ کہ جہاں ایک طرف ہندوؤں مسلمانوں سکھوں پارسیوں اور عیسائیوں کے نمائندے اس میں شامل نہیں ہوسکتے وہاں دوسری طرف وہ دو یا تین اصحاب ہندوستان کے ہر صوبہ کا حق نمائندگی بھی ادا نہیں کرسکتے۔ ہندوستان عملی طور پر ایک براعظم ہے اور اس کے ایک حصہ کے لوگ دوسرے حصہ کے لوگوں کے جذبات و احساسات سے قرار واقعی طور پر باخبر نہیں پائے جاتے۔ ان حالات میں یہ اعتراض کہ کمیشن میں ہندوستانی عنصر شامل نہیں۔ بالکل بے وزن اور بے حقیقت ہے۔ بحالات موجودہ ہمیں جس بات کی ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ ہم موجودہ انتظام کو جو ہر لحاظ سے قابل تعریف ہے۔ پسند کر کے کمیشن کے ساتھ مخلصانہ اشتراک عمل کریں وہ لوگ جو رائل کمیشن کی مخالفت اس بنا پر کر رہے ہیں کہ اس میں کسی ہندوستانی کو شامل نہیں کیا گیا۔ وہ یہ نہیں بتاتے کہ کتنے ہندوستانیوں کو اس میں شامل کیا جاتا۔ تو وہ مطمئن ہو جاتے۔ اور وہ ہندوستانی ہندوؤں اور مسلمانوں میں سے کتنے کتنے ہوتے۔ یہ ایسا عقدہ ہے جس کا کمیشن کے مخالفوں کے پاس کوئی حل نہیں۔

(حقیقت فہم)

اخبارات سلسلہ اور احمدی اہل قلم حضرات

یہ بات کسی حد تک قابل افسوس ہے۔ کہ باوجود اس بات کے کہ احمدیہ جماعت خدا کے فضل و کرم سے تمام اکناف عالم میں پھیل چکی ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے مندرجہ ذیل شعر کا نظارہ آنکھوں کے سامنے ہے ؎

سقدر است کہ روزے بریں ادیم زمیں
ہزار ہا دل و جاں براہم فدا باشد

مگر ہمارے اہل قلم حضرات بحیثیت مجموعی سلسلہ کے اخبارات کی طرف سے ایک گونہ بے توجہی کا ثبوت دے رہے ہیں۔ موجودہ حالات میں ہم نے سب بوجھ دارالامان کے بود و باش رکھنے والے حضرات پر ڈالا ہوا ہے۔ جو کہ ایک قسم کی ناانصافی ہے۔ ہم میں سے ہر ایک کا فرض ہونا چاہیئے کہ اپنے تجربہ اور اپنے علم سے جمہور کی خدمت کرے۔ لہٰذا میں اخبار الفضل کے ذریعہ دنیا بھر کے احمدی حضرات کی خدمت میں ملتمس ہوں کہ وہ اپنے قیمتی مضامین سے وقتاً فوقتاً اپنے قومی اخبار الفضل کے صفحات کو مزین کرتے رہا کریں۔

مضامین کی نوعیت کے متعلق بھی کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ میرے خیال میں مضامین کا انداز شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی کے مضامین جو "لندنی چٹھی" کی سرخی کے ماتحت "الفضل" میں چھپتے رہے ہیں۔ کی قسم کا ہونا چاہیئے کیونکہ اس قسم کے مضامین پبلک میں بہت پسندیدگی کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں۔ مگر اس بات کا انحصار ہر ایک کے میلان طبیعت پر ہے۔

میں اس تجویز کو عملی جامہ پہنانے کی غرض سے وعدہ کرتا ہوں کہ وقتاً فوقتاً اپنی وسعت کے مطابق کچھ نہ کچھ ہدیہ ناظرین کرتا رہوں گا۔ احمد گل احمدی از عراق

سالانہ جلسہ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسہ سالانہ اب بہت ہی قریب آرہا ہے اور دیکھ رہا ہوں کہ جو تحریک جلسہ سالانہ کے اخراجات کیلئے کیگئی تھی وہ احباب خود پڑھتے اور اپنے گھر میں بیوی بچوں کو بھی سناتے اور سب اپنے چندہ لیکر بھجوا رہے ہیں۔ جماعتوں کی طرف سے بھی جوابات موصول ہوئے ہیں۔ امید ہے کہ سب احباب اس ضروری کام میں واجب تندہی سے کام لینگے۔ (عبدالمغنی ناظر بیت المال قادیان)

اقتباسات

انگلستان میں قانون حرمت رسولؐ

پچھلے دنوں مولوی عبدالرحیم صاحب درد احمدی ایم۔اے امام مسجد لندن نے ہوم سکرٹری حکومت برطانیہ اور سفرائے دول اسلامی کے نام ایک مکتوب بھیجا تھا۔ اس مکتوب میں ایک بدزبان مصنف مسٹر ڈیل کی ایک کتاب کی طرف توجہ دلائی تھی۔ جس میں حضور سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کے خلاف نہایت سفیہانہ ہرزہ سرائی کی گئی ہے اس مکتوب کا اثر یہ ہوا کہ پارلیمنٹ کے ایک ممبر کرنل ہاورڈ بری نے پارلیمنٹ میں ایک تحریک پیش کی کہ عیسائی مذہب کی کما حقہٗ حفاظت کرنیوالی مطبوعات کے خلاف جو قانون نافذ ہے۔ اس کا اطلاق ان مطبوعات پر بھی ہونا چاہیئے۔ جو اسلام کے خلاف شائع ہوتی ہیں۔ لیکن سر جائینسن ہکس نے جواب دیا۔ کہ حکومت اس تکلیف کو کما حقہٗ محسوس کرتی ہے۔ جو کسی مذہب کے پیرو کو اس مذہب پر حملے کی صورت میں ہوا کرتی ہے۔ لیکن ایک ایسی کتاب کے خلاف کسی قسم کی کارروائی بہت مشکل ہے۔ جو اصطلاحی طور پر کفر آمیز یا فحش نہ ہو۔ حکومت موجودہ قانون میں کسی قسم کی ترمیم نہیں کرنا چاہتی۔

گویا سر جائینسن ہکس کے نزدیک وہ کتاب جو "ملک معظم کی دس کروڑ رعایا" کے نزدیک کفر آمیز دلآزار اور ناپاک ہو۔ اصطلاحاً بالکل بے ضرر ہے۔ ہم نہیں سمجھتے کہ سر جائنسن کے نزدیک کفر و فحش کا معیار کیا ہے۔ آپ کہتے ہیں۔ کہ حکومت موجودہ قانون میں کسی قسم کی ترمیم نہیں کرنا چاہتی۔ لیکن اس کی کوئی دلیل پیش نہیں کرتے اگر مسیحیت اور اس کے بانیؑ کی عزت و حرمت کے تحفظ کے لئے برطانیہ کی کتاب الآئین میں ایک قانون موجود ہے تو پھر اسلام کو اس قانون کا فائدہ کیوں نہیں پہنچایا جاتا کیا اسی کا نام مساوات اور مذہبی رواداری ہے۔ جس کا دعویٰ آئے دن انگریز کیا کرتے ہیں؟ کیا ہم یہ تصور کرلیں کہ اسلام کے خلاف انگلستان میں جو ناپاک کتابیں شائع ہوتی ہیں انکی طرف سے حکومت دانستہ اغماض کرنا چاہتی ہے؟ ہمیں امید ہے کہ مولوی عبدالرحیم صاحب درد اپنی مبارک مساعی کو برابر جاری رکھیں گے۔ ہندوستان کے تمام مسلمان اس کوشش میں ان کے مؤید اور ان کی کامیابی کے لئے دعاگو ہیں۔ (انقلاب ۱۹ر نومبر)

انگلستان میں انسداد توہین اسلام کا مسئلہ

ایوان عام میں کرنیل ہورڈ بری نے ایک تحریک پیش کی تھی جس کا مقصد یہ تھا۔ کہ جن کتابوں میں مذہب اسلام پر حملے کئے گئے ہیں۔ ان پر اسی قانون کا اطلاق کیا جائے۔ جو ان کتابوں کے متعلق وضع کیا گیا ہے جن میں مسیحی مذہب کی توہین کی گئی ہے۔ اور ان کی فروخت و اشاعت کو روکنے کے لئے اسی قسم کا قانون بنایا جائے جس قسم کا قانون ہندوستان میں بنایا گیا ہے اس کے جواب میں مسٹر ولیم جوائینسن ہکس نے کہا کہ حکومت اس بات کو تسلیم کرتی ہے۔ کہ اگر کسی مذہب پر حملے کئے جائیں تو اس کے متبعین کے دلوں کو سخت صدمہ پہنچتا ہے۔ لیکن کسی ایسی کتاب کے متعلق کوئی کارروائی نہیں کی جا سکتی۔ جو اصطلاحی طور پر مفتریانہ یا فحش نہ ہو اور حکومت قانون میں کسی قسم کی ترمیم کرنے کے لئے طیار نہیں۔

جس طرح ہندوستان میں بعض شر انگیز اشخاص نے اسلام کے خلاف توہین آمیز کتابیں لکھی ہیں۔ اسی طرح بعض انگریز مصنفوں نے بھی اسلام پر بے بنیاد الزامات عائد کرکے اسے رسوا کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس قسم کی کتابوں کی اشاعت کا انسداد نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ سلطنت برطانیہ میں کثیر التعداد مسلمان موجود ہیں۔ ہمارے نزدیک سر ولیم جوائینسن ہکس کا جواب بے انتہا قابل اعتراض ہے۔ اور اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ حکومت برطانیہ مذہبی رواداری کے مسلک سے ہٹ رہی ہے۔ ورنہ کیا وجہ تھی۔ کہ یہ معقول اور جائز مطالبہ پورا نہ کیا جاتا؟ کیا اس سے یہ نتیجہ نہیں نکالا جا سکتا۔ کہ حکومت ایسے اشخاص کی حوصلہ افزائی کرنا چاہتی ہے۔ جو اسلام اور پیغمبر اسلام صلے اللہ علیہ وسلم کی مقدس ذات پر ناپاک حملے کرتے ہیں؟ جب مسیحی مذہب کے تحفظ کے لئے قانون بنایا جا سکتا ہے۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ اسلام کی حفاظت کے لئے قانون نہ بنایا جائے۔ کیا حکومت اس بات کو پسند کرتی ہے۔ کہ سلطنت برطانیہ کی مسلم رعایا کے مذہبی جذبات کو صدمہ پہونچے؟ حکومت برطانیہ ہمیشہ مذہبی رواداری کا ادعا کرتی رہتی ہے۔ لہذا اس کے لئے یہ امر لازمی و لابدی ہے کہ وہ مسلمانوں کے اس مطالبہ کو پورا کرے۔ جس کی ترجمانی کرنیل ہورڈ بری نے کی ہے انگلستان اور ہندوستان کے مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ اس سلسلہ میں متحدہ طور پر کوشش کریں۔ اور حکومت پر زور دیں کہ وہ قانون میں ضروری ترمیم کر دے۔

(زمیندار ۲۲ر نومبر)

لاکھوں روپیہ کماکر بھی اطمینان حاصل نہ ہوا

۲ر اگست کے اخبار ایوننگ نیوز آف انڈیا نے انگلستان کے ایک لکھ پتی مسٹر جیمز وائیٹ کے بہت دلچسپ اور سبق آموز حالات دئے ہیں۔ اس نے اینٹوں کے بھٹے میں پتھیرے کی حیثیت میں کام شروع کیا تھا۔ اور اپنی قابلیت اور کوشش سے وہ لندن کا مشہور لکھ پتی بن گیا تھا۔ وہ یہ محسوس کیا کرتا تھا۔ کہ دنیا میں صرف روپیہ ہی سب کچھ ہے۔ ایک بار اس نے یہ کہا تھا۔ کہ روپیہ حاصل کرو۔ اور پھر کوئی بھی حالات پیدا ہوجائیں۔ تم ان پر قابو پا سکتے ہو۔ اس کا سوانح نگار لکھتا ہے۔ کہ میں نے بڑی بڑی ضیافتوں کے موقعہ پر دیکھا ہے کہ وہاں پر جب جیمز وائٹ نے روشنی کی چمک کم کرنے کے لئے پردہ کی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا۔ تو جواہرات سے آراستہ انگلیوں والی عورتیں اور بڑے بڑے ذی رتبہ مرد اس کے لئے یہ خدمت بجالانے کے لئے آگے بڑھے ہیں۔ اور چاروں طرف سے اس پر ایسی نگاہیں پڑتی رہی ہیں کہ گویا یہ شخص ہے جو ہمیں نہال کرسکتا ہے۔

لیکن یہ کل دولت۔ شہرت۔ عزت۔ سکھ اور آرام کے سامان اسے سچا اطمینان نہ دے سکے۔ چنانچہ مضمون نگار لکھتا ہے۔ کہ جن دنوں بہت بڑا دولتمند ہونے کے متعلق اس کی بہت شہرت تھی۔ میرے دریافت کرنے پر اس نے جواب دیا کہ میں بعض دفعہ حیران ہوتا ہوں۔ کہ آیا یہ سب کچھ حاصل کرنے کے لائق بھی ہے۔ میں نے خوب روپیہ کمایا کہ اس کی طاقت سے کئی ایسے شخصوں کو تباہ کیا ہے کہ جنہیں میں پسند نہیں کرتا تھا۔ میں نے لالچ کی حد سے بھی بڑھ کر دولت کے خواب دیکھے ہیں۔ لیکن پھر بھی تم جانتے ہو۔ کہ میں یقینی طور پر یہ محسوس کرتا ہوں کہ اگر میں پھر اپنے لنکاشائر والے گھر میں غریب مزدور کی حیثیت میں پہنچ جاؤں۔ تب میں اپنی موجودہ حالت سے زیادہ خوش ہونگا۔ یہ ایک بہت پُرمعنی اقبال ہے اور جو لوگ دولت کو ہی زندگی کا مقصد سمجھتے ہیں۔ ان کے لئے یہ بہت سبق آموز ہے۔

آخر کار برطانیہ کے زیر اقتدار تیل کے چشموں کے حصے خریدنے پر مقدور سے بڑھ کر سٹہ بازی کرنے سے جیمز وائٹ تباہ ہوگیا۔ وہ اور اس کے دوست اس بات کے درپے تھے کہ ہم سارے حصے خرید کر پھر ان کی قیمتیں بڑھادیں گے۔ مسٹر وائٹ بلا سوچے سمجھے بہت سے حصے خریدتا گیا۔ جب سٹاک ایکسچینج پر فیصلہ کا دن آیا تب اپنی ساری پونجی لگادینے کے بعد بھی قریباً سوا کروڑ روپیہ اس کے ذمہ نکلا۔ وہ اس زائد روپیہ کا انتظام نہ کرسکا۔ اور اس صدمہ سے اس نے خودکشی کرلی۔

(اشتہارات)

چھ بالکل نئے ٹریکٹ

ویدک دھرم کے بنیادی اصولوں کی تردید میں چھ ٹریکٹ حال ہی میں چھپے ہیں۔ جن میں مختلف مسائل پر نہایت ہی محققانہ انداز میں روشنی ڈالی گئی ہے۔ حجم ہر ایک کا ۱۶ صفحہ اور قیمت فی سینکڑہ تین روپے دو آنہ۔ ان کے نام یہ ہیں۔

(۱) موجودہ وید الہامی نہیں　(۲) وید رشیوں کی تصنیف ہیں
(۳) ویدک الہام کی حقیقت　(۴) تردید قدامت وید
(۵) کیا وید ازلی ہیں　(۶) ویدوں کی بے اعتباری

جو دوست سو یا سو سے زیادہ تعداد میں منگوائیں گے۔ انہیں بجائے تین روپے دو آنے کے دو روپے بارہ آنے فی سینکڑہ کے حساب سے مل جائیں گے۔ تھوڑی تعداد میں چھپے ہیں۔ اس لئے جلد منگوا لینے چاہئیں۔ ورنہ دوسرے ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑے گا۔

ملنے کا پتہ

بکڈپو تالیف و اشاعت قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

بار بار کے تجربہ کے بعد لوگ کیا فرماتے ہیں۔

"آپکی "عرق طحال" دو دفعہ منگائی۔ خدا کے فضل سے بڑی فائدہ مند ثابت ہوئی۔ براہ عنایت دو شیشی اور روانہ کریں"۔
(امیر حسین۔ غوث محمد صاحب از شہر دادو)

"آپکی دوائی "تلی" ہمیشہ فائدہ دیتی رہی ہے۔ اور میں جس جگہ ہوتا رہا ہوں۔ منگاتا رہا ہوں۔ دو عدد شیشی اور روانہ کریں"۔
(مستری محمد الدین صاحب از لاڑکانہ)

"جو دو شیشیاں "عرق طحال" کی منگائی تھیں۔ مجھ کو بہت فائدہ کیا۔ دو شیشیاں اور روانہ کر دیں"۔
(سید ابن حسن صاحب از بجنور)

"میں آپکی دوائی "عرق تاپ تلی" کئی اشخاص پر آزمائی۔ اللہ کے فضل سے سب کو صحت ہو گئی۔ واقعی آپکی دوائی اکسیر ہے"
(جناب شیخ محمد حسین صاحب سب جج۔ چونیاں)

غیر یقینی دوائیوں کے بجائے آزمائی ہوئی مجرب دوائی سے فائدہ اٹھائیں۔
قیمت فی شیشی (عہ) تین شیشی (للعہ) محصولڈاک بذمہ خریدار۔
ملنے کا پتہ:۔ حافظ غلام رسول میڈیکل ہال نمبر ۱۔ وزیر آباد پنجاب

حب اٹھرا

کا نام

محافظ اٹھرا گولیاں رجسٹرڈ

جنکے بچے چھوٹے ہی فوت ہو جاتے ہیں۔ یا وقت سے پہلے حمل گر جاتا ہے۔ یا مردہ پیدا ہوتے ہیں ان کو عوام اٹھرا کہتے ہیں۔ اس مرض کے لئے مولانا مولوی نور الدین صاحب شاہی حکیم کی مجرب اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ یہ گولیاں آپ کی مجرب و مقبول و مشہور ہیں اور ان گھروں کا چراغ ہیں۔ جو اٹھرا کے رنج و غم میں مبتلا ہیں۔ وہ خالی گھر آج خدا کے فضل سے بچوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ ان لاثانی گولیوں کے استعمال سے بچہ ذہین۔ اور خوبصورت اٹھرا کے اثرات سے بچا ہوا پیدا ہو کر والدین کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کی راحت ہوتا ہے۔ قیمت فی تولہ ایک روپیہ چار آنہ (ہے) شروع حمل سے آخیر رضاعت تک قریباً ۹ تولہ خرچ ہوتی ہیں جو ایک دفعہ منگوانے پر فی تولہ (عہ) لیا جائے گا۔

ملنے کا پتہ

عبد الرحمن کاغانی دواخانہ رحمانی قادیان پنجاب

اردو ترجمہ فتوحات مکیہ تیس باب کامل

اردو ترجمہ فتوحات مکیہ۔ تیس باب کامل شائع ہو گیا ہے جسکے مؤلف حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی علیہ الرحمۃ ساتویں صدی ہجری میں گذرے ہیں۔ جنہوں نے علم تصوف اور اسلامی فلسفہ کو ساتویں صدی میں زندہ کیا تھا۔ اسلئے دنیا میں ان کا لقب محی الدین مشہور ہے اس کتاب میں قرآن کریم اور احادیث نبویہ کے باریک در باریک اشارات و نکات اور علوم لدنیہ الٰہیہ کے اسرار اور علم تصوف کے راز درج ہیں۔ خالق عالم کی صنعت کے بھید اور اسکی عجیب و غریب مخلوق کے ہر ذرہ سے لیکر انسان اور اس کے نیچے کی ہر مخلوق اور دنیا اور آخری جہان اور زمین و آسمان کے ابتدائی و انتہائی پیدائش کے اسرار اور احکام الٰہیہ کی حکمتیں لکھی ہیں۔ الغرض یہ کتاب جواہرات اور علم الٰہیہ کا بحر ذخار اور علم تصوف کی دنیا میں سب سے بڑی انمول مستند کتاب ہے۔ ان سب امور کی شہادت کیلئے اس کے مؤلف حضرت شیخ اکبر ابن عربی علیہ الرحمۃ کا نام کافی ہے۔ ہر کس کی سہولت خریداری کے لئے موجودہ ترجمہ کے ابتداء سے لیکر باب تیس کے آخر تک دو حصے کئے ہیں۔ جنکی مجموعی ضخامت سات سو ۷۰۰ صفحے ہے حصہ اول قیمت مع محصول (للعہ) ہے فہرست مضامین آٹھ صفحوں پر چھپی ہوئی ساتھ شامل ہے۔ ایک حصہ کے خریدار کو دوسرا بھی خریدنا ہوگا۔ خواہ اسکے بعد
پتہ:۔ مہتمم ترجمہ فتوحات مکیہ ڈاکخانہ جنگا بنگیال تحصیل گوجرخان ضلع راولپنڈی پنجاب

سندھ انجنیئرنگ کالج سکھر (سندھ)

میں قلیل عرصہ میں اوورسیر اور سب اوورسیر کلاس کی نہایت اعلیٰ تعلیم دیجاتی ہے کالج ہٰذا کے پرنسپل سے پراسپکٹس طلب فرمایئے

اگر

آپ تمام دنیا و سے قدم آگے رہنا چاہیں تو

انتخاب لاجواب لاہور

کا مطالعہ کریں اس کے مستقل خریداروں کو چھ سو صفحوں کی انعامی کتابیں مفت دی جاتی ہیں انعامی کتابوں کی فہرست اور نمونہ کا پرچہ ۳ آنہ کے ٹکٹ بھیجکر طلب کریں

منیجر انتخاب لاجواب لاہور

تحائف پشاور

مشہدی لنگیاں اور پشاوری کلاہ

ہر قسم کی چھوٹی۔ بڑی مشہدی و پشاوری لنگیاں مشہدی رومال لیڈی سوٹ کے مشہدی قنادیز کلاہ پشاوری و بخاری ارزاں قیمت پر ذیل کے پتہ سے طلب فرماویں۔ مال پسند نہ آنے پر بصولڈاک کاٹکر قیمت واپس دی جاویگی۔ یا اس کے بدلے حسب منشاء خریدار کو دوسری چیز دی جائے گی۔

المشتہر

میاں محمد غلام حیدر احمدی حضرت جی بازار کریم پورہ پشاور شہر

ہندوستان کی خبریں

لاہور ۲۲ر نومبر آنریبل سر فضل حسین کی جگہ سر عبدالقادر جو ریونیو ممبر کے عہدے کے فرائض عارضی طور پر انجام دے رہے تھے۔ ان سے سبکدوش کر دیئے گئے ہیں۔ سر عبدالقادر اب وکالت کریں گے۔

جدید دہلی ۲۲ر نومبر- شہر دہلی کے ایک قصاب کی شکایت پر مسٹر دیش بندھو گپتا ڈائریکٹر اور شو نرائن ایڈیٹر روزانہ "تیج" سے تعزیرات ہند کی دفعہ ۵۰۰ کے ماتحت قصاب قوم کے متعلق ایک مضمون شائع کرنے کے الزام میں وارنٹوں کی تعمیل کرائی گئی۔ اور ہر دو ملزموں کو پانچ پانچ سو روپیہ کی ضمانت پر رہا کر دیا گیا۔ مقدمہ کی سماعت ۳ دسمبر کو ہوگی۔

لکھنؤ ۲۱ر نومبر شیعہ کانفرنس کی مجلس انتظامیہ نے حکومت صوبہ سرحد پر زور دیا ہے۔ کہ سرحدی قبائل میں جو شیعہ آباد تھے۔ ان کا مال واسباب جو ضبط کر لیا گیا ہے۔ اُس کی واپسی کا بندوبست کیا جائے۔

لاہور ۲۱۔ نومبر- آنریبل دیوان ٹیک چند۔ آئی سی ایس کمشنر انبالہ ڈویژن معمولی علالت کے بعد آج صبح ۷ بجے اچانک حرکت قلب بند ہو جانے سے فوت ہو گئے۔ ان کی لاش موٹر کے ذریعہ لاہور لائی گئی۔ اور چار بجے مسٹر شادی لال بلڈنگ سے ارتھی نکالی گئی۔

کلکتہ ۲۱ر نومبر ایک بنگالی جو جیل میں ملازمین کی حاضری لگانے اور ان کی تنخواہ کے بل بنانے پر مقرر تھا۔ دو لاکھ روپے کے قریب غبن کر کے بھاگ گیا۔ خفیہ پولیس اُس کی تلاش میں ہے۔

الہ آباد۔ ۲۱ر نومبر۔ ہائی کورٹ الہ آباد میں آج کاشی رام وغیرہ سات ہندو ملزموں کی اپیل خارج کر دی گئی مقدمہ فساد فرخ آباد میں ان کو حبس دوام عبور دریائے شور کی سزا ہوئی تھی۔

نئی دہلی ۲۱ر نومبر۔ گذشتہ دوشنبہ کے فساد میں سری کرشن ساکن بن باس بھی زخمی ہوا تھا۔ آج فوت ہو گیا۔ ایک اور زخمی جگل کشور بھی مر گیا۔

لاہور ۲۱ر نومبر- مسٹر اختر علی ایڈیٹر "زمیندار" کو آج زیر دفعہ ۲۹۲ تعزیرات ہند ایک فحش اشتہار شائع کرنے کے جرم میں مسٹر جیند و لال مجسٹریٹ نے پانسو روپیہ جرمانہ کی سزا دی اور بصورت عدم ادخال زر جرمانہ تین ماہ کی قید سخت۔ جرمانہ داخل کر دیا گیا۔

لاہور ۲۲ر نومبر- آج دوپہر بعد دوپہر مجلس واقع [illegible]

قوانین پنجاب کا اجلاس کونسل چیمبر میں زیر صدارت خان بہادر چوہدری شہاب الدین صاحب منعقد ہوا۔ سب سے پہلے سردار رگھبیر سنگھ نے حلف وفاداری لیا۔ ازاں بعد سوالات وجوابات ہوئے۔

چوہدری رام سنگھ نے سوال کیا۔ کہ ایک سوال کے جواب میں گورنمنٹ نے جو بیان دیا تھا۔ اس کے سلسلہ میں اگرچہ کتاب موسومہ "انیسویں صدی کے مہرشی" میں قابل اعتراض الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ تاہم اس بناء پر کہ چونکہ کتاب مذکور عوام کی نظر سے نہیں گذری۔ لہذا اس کے مصنف پر مقدمہ چلانے کے لئے کوئی وجہ نہیں۔ کیا آنریبل ممبر فنانس بتائیں گے۔ کہ اس کتاب کی اشاعت پر کیوں پابندی عائد نہیں کی گئی۔ جو گورنمنٹ کی نظروں میں قابل اعتراض ہے۔ کیا گورنمنٹ کتاب مذکور کو اب ضبط کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

ممبر خزانہ نے جواب دیا۔ کہ گورنمنٹ کی رائے میں کتاب کی اشاعت اتنی کم ہے۔ کہ گورنمنٹ کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ نہیں رکھتی۔ اور نہ ہی اُسے ضبط کرنا چاہتی ہے۔

چوہدری رام سنگھ کے دوسرے سوال پر ممبر مالیات نے کہا۔ کہ گورنمنٹ کو معلوم ہے۔ کہ قادیان کے ایک مولوی نے "سکھ گوروؤں کی تاریخ اور گورو نانک صاحب کا مذہب" نامی ایک کتاب شائع کی ہے۔ جس میں سکھ مذہب کی توہین کی گئی ہے۔ گورنمنٹ نے متذکرہ بالا کتاب کے مصنف کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی۔ کیونکہ اس کی اشاعت بہت کم ہے۔

نئی دہلی ۲۲۔ نومبر۔ سرکاری اعلان مظہر ہے۔ کہ حکومت ہند نے مہاراجہ بھرت پور سے پوچھا ہے۔ کہ آیا ریاست کے مالی اور انتظامی حالات کی تحقیقات کے لئے ایک کمیشن بھیجا جائے۔ ہز ہائنس مہاراجہ سے درخواست کی گئی ہے۔ کہ وہ مقررہ میعاد کے اندر اندر جواب دیں۔

لاہور ۲۳ر نومبر آج دس بجے صبح مسٹر فیلیوس سٹی مجسٹریٹ نے لالہ شام لال ایڈیٹر گورو گھنٹال کے مقدمہ کا فیصلہ سنا دیا۔ لالہ صاحب کو دفعہ ۱۵۳۔ الف کے جرم میں ایک سال قید اور ۵۰۰ روپیہ جرمانہ کا حکم ہوا۔ اور دفعہ ۲۹۲ کے جرم میں ۵۰۰ روپیہ جرمانہ۔ اگر دونوں سزاؤں کے جرمانے ادا نہ کئے جائیں۔ تو مزید چھ ماہ کی سزا بھگتنی پڑیگی۔ یہی سزائیں سید لال شاہ ایڈیٹر زمیندار کو دی گئی ہیں۔

ضلع لائل پور کے دیہات میں مسلمانوں کی طرف سے ہندوؤں سے سودا لینے کی جو تحریک جاری کی گئی تھی۔ گورنمنٹ نے اُسے روک دیا ہے۔

لائلپور۔ ۲۰ر نومبر- جڑانوالہ تک ریلوے لائن مکمل ہو چکی ہے۔ اور امید ہے۔ کہ گورنر صاحب اس کا ۳۔ دسمبر کو افتتاح فرمائیں گے۔

نیو دہلی ۲۲ر نومبر- سر لیمنگ وارتھنگٹن ایوانز وزیر جنگ ۹ر دسمبر کو بمبئی پہونچیں گے۔

لاہور ۲۰ر نومبر- پنجاب خلافت کمیٹی کی مجلس عاملہ کا ایک اجلاس ڈاکٹر شیخ محمد عالم کے بنگلہ پر منعقد ہوا۔ جس میں قرار پایا کہ اس مجلس کی رائے میں آئینی کمیشن کے ساتھ کسی نوعیت کا تعاون قومی مفاد کے لئے بالعموم اور اسلامی کے لئے بالخصوص سدراہ ہے۔

نئی دہلی- ۲۱ر نومبر- ڈاکٹر سیف الدین کچلو سکرٹری آل انڈیا مسلم لیگ اطلاع دیتے ہیں۔ کہ لیگ کا آئندہ سالانہ اجلاس عام ۳۰۔ ۳۱ دسمبر کو لاہور میں منعقد ہوگا۔ سر میاں محمد شفیع اس اجلاس کے صدر ہوں گے۔

لاہور ۲۱ر نومبر- انجمن حمایت اسلام لاہور نے میجر الیگزنڈر دلسن۔ بی۔ اے بیرسٹر۔ ڈی۔ ایس او چیف آف آرکو پرنسپل اسلامیہ کالج مقرر کیا ہے۔

ممالک غیر کی خبریں

القدس ۲۱ر نومبر۔ عمان کا ایک پیغام مظہر ہے۔ کہ صلاح و مشورہ کے بعد یہ طے ہو گیا ہے۔ کہ بغداد اور حیفہ کے درمیان ایک ریلوے لائن تعمیر کی جائے۔ مجوزہ لائن ۶۰۰ میل طویل ہوگی۔ جس کی تعمیر میں تین سال لگیں گے۔

برسلز ۲۱ نومبر۔ بلجیم کی وزارت فوجی ملازمت میں تخفیف کے مسئلہ میں اختلاف رائے پیدا ہو جانے کے باعث مستعفی ہو گئی ہے۔

لنڈن ۲۳ر نومبر۔ ہندوستان کے شاہی کمیشن کے بل کی تیسری خواندگی پاس ہو گئی ہے۔ ملک معظم نے اس کے متعلق منظوری دے دی ہے۔

لنڈن ۲۳۔ نومبر وزیر ہند لارڈ برکن ہیڈ نے اعلان کیا ہے۔ کہ ہندوستان کے ریفارم ایکٹ میں ۱۹۲۹ء سے پہلے کسی قسم کی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ شاہی کمیشن ۱۹۲۹ء کے موسم گرما سے پہلے اپنی رپورٹ تیار نہیں کر سکے گی۔ اور نہ ہی پارلیمنٹ اس ایکٹ میں ۱۹۳۰ء سے پہلے کسی قسم کی تبدیلی کر سکتی ہے۔ ہر حالت میں دس سال کے عرصہ کا پورا کیا جانا ضروری [illegible]

ماسکو۔ ۲۳ر نومبر۔ تاس ایجنسی کا یہ بیان ہے [illegible] کے ٹریڈ یونین کی مرکزی کونسل نے یہ فیصلہ کیا ہے [illegible] میں ٹریڈ یونین کانگریس کا ایک وفد بھیجا جائے [illegible] چیئرمین اور سیکرٹری شامل ہوں گے۔

(عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا)